برکاتِ رمضان

میاں محمد جمیل ایم اے

ابوھریرۃ اکیڈیمی
۳۷-کریم بلاک' اقبال ٹاؤن - لاہور

نشریات اکیڈمی

ازقلم میاں محمد جمیل

۱۔ دین تو آسان ہے	۲۔ برکاتِ رمضان
۳۔ آپ ﷺ کا حج	۴۔ انبیاءؑ کا طریقہ دعا
۵۔ سیرتِ ابراہیم علیہ السلام	۶۔ زکوٰۃ کے مسائل وفوائد
۷۔ اتحادِ امت اور نظم جماعت	۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن
۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل	۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ان کا شرعی علاج	۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز' قیام سجود کی عملی تصاویر

فہم الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح سے متفق علیہ' بخاری ومسلم کی مکمل روایات ان پر محدثین' دیوبند' بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے اس کے پڑھنے کے بعد 80% مسائل کسی عالم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی

تیسرا ایڈیشن صفحات 1240 قیمت سیٹ -/600

منفرد تفسیر

فہم القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی ودیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی' احسن، معارف، تدبر، تیسیر وتفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل' جدید وقدیم علوم کا سنگم۔جس میں لفظی ترجمہ حل لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اوّل رمضان 2005 میں دستیاب ہوگی انشاءاللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

برکاتِ رمضان

میاں محمد جمیل ایم۔اے

فاضل اردو، علوم اسلامیہ

ابو ہریرہؓ اکیڈمی

37۔ کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

برکاتِ رمضان

از.................................میاں محمد جمیل

پہلا ایڈیشن..............................دسمبر 2001ء

چوتھا ایڈیشن.............................اگست 2007ء

قیمت 40/-

ناشر................................ابوہریرہ اکیڈمی

تالیفات اکیڈمی

اکیڈمی کی کتب فرقہ واریت سے مبرا، روح اسلام کی ترجمان زبان تعلیم یافتہ حضرات کے مزاج کے مطابق، انداز نہایت شستہ اور دل پذیر ہونے کی وجہ سے قبولیت عامہ کا شرف پا رہی ہیں۔ خود پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں تاکہ تعلیم نبوت عام ہو جائے۔

ترتیب ابواب

مقصدِ بیان

ارکان اسلام میں روزے کا چوتھا مقام اور مسلمان سال میں ایک مرتبہ رمضان میں اس حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں مگر تربیت کے حوالے سے اس میں بالخصوص تین پہلو ایسے پائے جاتے ہیں جو ہر حال میں کردار کا حصہ ہونے چاہئیں ان کے بغیر مسلمان کے کردار کی تکمیل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ روزے دار صبح سے شام تک اپنے جائز حقوق سے ایک خاص نظریے کے ساتھ دست بردار ہوتا ہے ان حقوق کی طرف کھلے ماحول میں ہی نہیں بلکہ خلوت میں بھی ان کی جانب بڑھنے کا خیال مسلمان کو پریشان کر دیتا ہے۔ خدا خوفی سے بھرپور اس عمل کی وجہ سے وہ اپنے مالکِ حقیقی کے اس قدر قریب ہو چکا ہوتا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

((اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ)) (مشکوۃ کتاب الصوم)

"روزہ میرے لیے اور میں روزے دار کے لیے ہوں۔"

اس سعادتِ دو جہاں کے ساتھ روزے دار میں غریب کی غربت کا احساس اور صبر و حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر آپ ﷺ نے اسے مواخات و استقلال کا مہینہ قرار دیا۔

((شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ)) (مشکوۃ کتاب الصوم)

"ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ۔"

((شَهْرُ الصَّبْرِ)) (مشکوۃ کتاب الصوم)

"صبر کا مہینہ۔"

اس تربیت کی وجہ سے اس میں ایسا مجاہدانہ کردار پیدا ہوتا ہے کہ وہ دین و ملت کی سربلندی اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی ہمت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ جس مسلمان نے ان تصورات کے ساتھ روزہ رکھا اس کے لیے گناہوں کی معافی اور جنت میں داخلے کا پیغام ہے۔

رویت ہلال

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.﴾

(البقرة۱۸۹۔پ۲)

''آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کے تعین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔''

انسانی زندگی کے سفر کو لمحہ' یوم' ہفتہ اور ماہ وسال کے پیمانے سے ناپا جاتا ہے۔اس تقویم میں مہینہ کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔شریعت نے صبح شام کے حوالے سے انسان کو زندگی اور یادالٰہی کا احساس دلانے کے لیے ان اوقات میں ذکر الٰہی کی تلقین فرمائی ہے۔جس طرح طلوع وغروب کے وظائف کی تعلیم دی اسی طرح ہی مہینہ کی ابتدا ذات کبریا کی یاد اور اس کے حضور سلامتی کی درخواست سے کرنے کی تلقین فرمائی۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان سلامتی کا خواستگار اور امن وسلامتی کا علمبردار ہے۔

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا رَاٰی الْهِلَالَ قَالَ :اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ۔)) (مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات)

''نبی اکرم ﷺ پہلے دن کے چاند کو دیکھتے ہی یہ دعا کرتے کہ الٰہی! یہ چاند ہمارے لیے امن وسلامتی اور ایمان کی حفاظت کا باعث ہونا چاہئے۔اور اس بات کا اظہار کرتے کہ اے چاند میرا اور تیرا مالک اللہ ہی ہے۔''

مطلع کا فرق

((عَنْ کُرَیْبٍ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ اِلٰی مُعَاوِیَةَ بِالشَّامِ فَقَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ' فَقَضَیْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَیَّ رَمَضَانُ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَیْتُ الْهِلَالَ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فِیْ

آخِرِ الشَّهْرِ فَسَاَلَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ؓ ثُمَّ ذَکَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰی رَاَیْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ:رَاَیْنَاهُ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ' فَقَالَ اَنْتَ رَاَیْتَهٗ؟قُلْتُ نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مَعَهُ مُعَاوِیَةُ فَقَالَ لٰکِنَّا رَاَیْنَاهُ لَیْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰی نُکْمِلَ ثَلَاثِیْنَ اَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ اَفَلَا نَکْتَفِیْ بِرُؤْیَةِ مُعَاوِیَةَ وَصِیَامِهٖ؟فَقَالَ لَا هٰکَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔)) (مسلم' کتاب الصیام' باب بیان ان لکل بلد رؤیتهم)

حضرت کریب ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اُم فضل بنت حارث ؓ نے کسی کام کے لیے حضرت معاویہ ؓ کی خدمت میں شام روانہ کیا میں ابھی اس کام سے فارغ ہو کر شام ہی میں تھا کہ جمعہ کی رات کو رمضان کا چاند دکھائی دیا۔میں شام سے رمضان کے آخر میں مدینہ واپس آیا تو ابن عباس ؓ نے مجھ سے پوچھا کہ شام میں چاند کب نظر آیا؟ تو میں نے عرض کیا جمعہ کی رات کو،ابن عباس ؓ پھر پوچھتے ہیں کہ کیا آپ نے بھی چاند دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا: دوسرے لوگوں کے ساتھ میں نے بھی چاند دیکھا اس بنا پر حضرت معاویہ ؓ اور لوگوں نے روزہ رکھا۔حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن بعد ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہمارا رمضان اسی حساب سے شروع ہوا ہے۔اگر انتیس کو چاند نظر نہ آیا تو ہم تیس روزے رکھیں گے۔حضرت کریب ؓ عرض کرتے ہیں کہ کیا آپ معاویہ ؓ کے چاند دیکھنے اور ان کے روزے کو اپنے لیے دلیل نہیں سمجھتے؟ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں کیونکہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔حضرت ابن عباس ؓ نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ ملک شام اور مدینہ منورہ کا مطلع یکساں نہیں ہے:

((عَنْ اَبِی الْبُخْتَرِیِّ ؒ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ رَاَیْنَا الْهِلَالَ،فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ،وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ:هُوَ ابْنُ لَیْلَتَیْنِ،قَالَ فَلَقِیْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ فَقُلْنَا اِنَّا رَاَیْنَا الْهِلَالَ،فَقَالَ بَعْضُ

الْقَوْمِ:هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ،وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ،فَقَالَ:أَيُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ ؟قَالَ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ۔)) (مسلم' کتاب الصیام' باب بیان انه لا اعتبار بکبر الهلال وصغره)

حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں ہم عمرہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے جب نخلہ مقام پر پہنچے تو چاند دکھائی دیا کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ تیسری رات کا چاند معلوم ہوتا ہے' بعض کا خیال تھا کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔جب ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے چاند کے بارے میں اپنے خیالات کا ان کے سامنے اظہار کیا تو کچھ لوگوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے بعض کا خیال تھا کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ تم نے کون سی شام چاند دیکھا تھا؟ ہم نے عرض کیا کہ فلاں فلاں رات تو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ پہلی رات کا چاند بڑا کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو دیکھنے میں آسانی ہو۔لہٰذا اسے پہلی رات کا چاند ہی سمجھنا چاہیے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ أَذِّنْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا۔)) (سنن ابی داؤد' کتاب الصیام باب فی شهادة الواحد علی رؤیة هلال)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا۔آپ ﷺ پوچھتے ہیں کیا تم اللہ کے ایک ہونے اور میری رسالت کا اقرار کرتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا کہ ہاں' میں مسلمان ہوں۔تب آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں

اعلان کر دے کہ کل صبح روزہ رکھو۔"

چاند دیکھا کرو

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ۔)) (صحیح بخاری' کتاب الصوم باب قول النبیؐ اذا رأیتم الهلال فصوموا)

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور افطار کرنا چاہیے۔اگر فضا ابر آلود ہو تو شعبان تیس دن کا شمار کرو۔"

رمضان کی عظمت

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ o﴾ (البقرة ١٨٥۔پ ٢)

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اس میں ہدایات کے کھلے دلائل ہیں اور یہ حق وباطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔''

آپ ﷺ کا خطاب

((یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔)) (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

''اے لوگو! عظمت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزوں کو فرض اور رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس میں کسی قسم کی نیکی کرے

اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے۔ گویا اس نے رمضان کے علاوہ فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے رمضان میں فرض ادا کیا گویا اس نے رمضان کے علاوہ 70 ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے جبکہ صبر کا بدلہ جنت ہے۔ ہمدردی کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کروائے گا اس کے گناہ معاف ہونگے۔ اور اسکی گردن کو دوزخ سے نجات حاصل ہوگی۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ہو گا۔ لیکن روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔''

ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سب روزہ دار کو روزہ افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس شخص کو بھی یہ ثواب عطا کرے گا جو روزہ دار کو دودھ کے گھونٹ' پانی یا کھجور سے روزہ افطار کراتا ہے۔ اور جس شخص نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلایا اللہ اس کو میرے حوض سے پانی پلائے گا جس سے جنت میں داخل ہونے تک وہ پیاس محسوس نہیں کرے گا۔

یہ ایسا مہینہ ہے جس کے آغاز میں رحمت الٰہی کا نزول ہے۔ وسط میں مغفرت ہے۔ آخر میں دوزخ سے آزادی ملتی ہے۔ اور جو شخص اس میں اپنے ماتحت پر تخفیف کرتا ہے اللہ اسکے گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اس کو دوزخ سے نجات عطا کرتا ہے۔

رحمت کی صدائیں!

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔)) (مسلم' کتاب الصیام باب فضل شهر رمضان)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردیے جاتے ہیں۔''

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَتْ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَنَادٰی مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَ يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِّنَ النَّارِ وَذٰلِكَ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ۔)) (ابن ماجه' کتاب الصیام باب ماجاء فضل شهر رمضان)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کی پہلی رات ہی شیاطین اور سرکش جنات گرفتار کرلیے جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہنے دیا جاتا اس طرح پھر جنت کا ایک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہنے دیا جاتا اور ایک منادی کرنے والا فرشتہ اعلان کرتا ہے اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ' اے شر کے چاہنے والے! رک جا اور اللہ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں اور یہ منادی رمضان کی ہر رات ہے۔''

فرضیتِ روزہ

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرة ۱۸۳ ـ ۱۸۴' پ ۲)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند دن ہیں پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ اتنے دن بعد میں روزے رکھ لے۔ اور جو لوگ مسکین کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہوں تو وہ ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دیں پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اس کے لیے اچھا ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔''

((عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ مَا ذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرُ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنَ الزَّكٰوةِ فَقَالَ وَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ لَا اَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ۔)) (مشکوٰۃ' کتاب الایمان)

''طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ ایک پراگندہ بالوں والا دیہاتی رسول اکرم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں البتہ اگر تو خوشی سے نفل ادا کرنا چاہے۔ تو پھر اس نے عرض کیا اللہ نے مجھ پر کتنے روزے لازم قرار دیئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ ہاں اگر تو نفل روزے رکھنا چاہے تو وہ تیری خوشی ہے۔ اس نے پھر سوال کیا کہ مجھے زکوٰۃ کے بارے میں ارشاد فرمایئے تو آپ ﷺ نے زکوٰۃ کی تفصیلات ارشاد فرمائیں اس کے بعد آپ نے اسے اور بھی اسلام کے مسائل سمجھائے۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت وعظمت عطا فرمائی ہے میں فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ان پر قائم رہا تو جنت میں داخل ہوگا۔"

دیہاتی کا آپ ﷺ سے مکالمہ

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نَسْئَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ شَيْئٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْئَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْئَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ قَالَ اَللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَبِالَّذِىْ خَلَقَ السَّمَآءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ اَللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكوٰةً فِىْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ

عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِىْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ، اَللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسلم' کتاب الایمان باب السؤال عن ارکان الاسلام)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اس انتظار میں رہا کرتے تھے کہ کوئی دانشور دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل دریافت کرے ایک دن ایسا ہی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے اے نبی محمد ﷺ آپ کے نمائندے نے ہمیں بتلایا کہ آپ اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اس نے سچ کہا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ پھر بتلایئے کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے؟ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ پھر سوال کرتا ہے یہ بلند وبالا پہاڑ کس نے زمین پر ٹھہرائے تو ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ نے۔ وہ تیسری دفعہ پھر کہتا ہے کہ جس اللہ نے زمین و آسمان اور اتنے مضبوط اور وسیع وعریض پہاڑ بنائے کیا اس اللہ نے آپ کو رسول منتخب کیا ہے؟ فرمایا ہاں اسی اللہ نے مجھے رسول بنایا ہے۔ آپ کے نمائندے نے ہمیں رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ اس دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا کیا اللہ نے آپ کو ان چیزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا آپ کے نمائندے نے ہمیں زکوٰۃ دینے کے لیے کہا ہے کیا آپ کو ایسا کرنے کا اللہ نے حکم دیا؟ فرمایا ہاں یہ اللہ کا حکم ہے پھر آپ کے نمائندے نے رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں کیا جس اللہ نے آپ ﷺ کو رسول بنایا ہے اس کا یہی حکم ہے؟ فرمایا کہ بالکل اس کا حکم ہے اب اس نے پھر کہا کہ

آپ ﷺ کے آدمی نے حج کے بارے میں کہا کہ جو استطاعت رکھتا ہے اس پر حج فرض ہے کیا حج بھی اللہ کی طرف سے فرض ہوا ہے؟ فرمایا بالکل اللہ نے حج فرض فرمایا ہے وہ شخص اٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ جس اللہ نے آپ ﷺ کو دین حق کے ساتھ رسول بنایا ہے میں اسکو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر یہ اس پر قائم رہا تو اللہ کی جنت میں ضرور داخل ہوگا۔"

❁❁❁

1- بیمار اور مسافر بعد میں روزے رکھے۔
2- انتہائی ضعیف اور دائمی مریض دوسرے کو روزے رکھوائے۔
3- فقط فرائض پورے کرنے والا بھی جنت میں جائے گا۔
4- دین آسان ہے، اسے آسان رہنے دیجئے۔

☆☆☆

نیت اور جذبات

اسلام نے دنیا کے سامنے پہلی دفعہ یہ تصور پیش کیا کہ ظاہراً عمل اپنی جگہ پر کتنا ہی بہتر کیوں نہ ہو لیکن اس وقت تک حقیقت کا روپ اور گہرے اثرات مرتب نہیں کر سکتا جب تک انسان کی نیت عمل سے ہم آہنگ نہ ہو جائے۔ اگر اس میں اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو خدا کی بارگاہ میں شرف قبولیت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ مسئلہ بھی واضح فرمایا کہ قیامت کے روز ہر عمل کے ساتھ اس کے محرکات، احساسات اور جذبات بھی منسلک ہونگے۔ اس کو نیت کا نام دیا گیا ہے۔ عمل میں جتنا رضائے الہی کا جذبہ ہوگا اس قدر ہی وہ قبولیت کا اعزاز پائیگا۔ دوسری عبادات کی طرح روزے میں بھی اخلاص نیت ضروری ہے۔ اس لیے افضل اور بہتر بات یہی ہے کہ ہر صبح روزے کی نیت کی جائے بعض اہل علم کا خیال ہے پورے رمضان کے روزوں کی نیت ایک دفعہ کر لی جائے تو کافی ہے جس طرح ہر نماز کے لیے نیت ضروری ہے اس طرح ہر روزہ کی نیت اجر و ثواب میں اضافہ کا باعث ہوگی۔

یاد رہے: روزے کی نیت کے جو الفاظ کتابوں میں لکھے گئے ہیں۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ یہ کسی حدیث میں موجود نہیں۔

نمائش شرک ہے

((عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔)) (احمد، مشكوة باب الرياء والسمعة)

"حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جس نے نمائش کے لیے نماز، دکھلاوے کے لیے روزہ اور ریاکاری کے لیے صدقہ کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔

﴿يُنفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ.﴾

(البقرة ٢٦٤ ـ پ ٣)

”جو شخص نمود و نمائش کے لیے خرچ کرتا ہے اسکا اللہ اور یوم آخرت پر کوئی ایمان نہیں۔“

روزے کا معنیٰ

روزہ فارسی کا لفظ ہے عربی میں اسے صوم کہا جاتا ہے۔ عربی ڈکشنری کے لحاظ سے روزے کا معنیٰ ہے کسی کام سے رک جانا۔

شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر اذان مغرب تک مادی اعتبار سے کھانے پینے اور روحانی اور دینی اعتبار سے فسق و فجور سے بچنے کا نام روزہ ہے۔

فضیلتِ صوم

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْقَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ اِمْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهُ فَرِحَ لِصَوْمِهِ۔)) (مسلم، كتاب الصيام باب فضل الصيام)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لیے ہے مگر روزہ میری ذات کے لیے ہے اس لیے میں ہی اسے جزا دوں گا۔ روزہ ڈھال کی مانند ہے جب تم میں کوئی روزہ دار ہو تو وہ فحش گوئی اور بدکلامی سے اجتناب کرے۔ اگر

کوئی اس سے گالی گلوچ یا لڑنے کی کوشش کرے تو وہ فقط اسے اتنا کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگی۔ روزہ دار کے لیے خوشی کے دو مواقع ہیں جن سے وہ مسرت و انبساط حاصل کرتا ہے اولاً جب وہ روزہ افطار کرتا ہے ثانیاً جب قیامت کے دن اپنے رب سے روزے کے بدلے میں انعام پائے گا تو انتہائی خوش ہوگا۔“

ثواب کی حد ہی نہیں!

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهِ۔)) (بخاری، مسلم، كتاب الصيام باب فضل الصيام)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا اجر دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ لیکن روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لیے اور میں روزے دار کے لیے ہوں۔“

دو مقبول ترین سفارشی

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ۔)) (رواه احمد والطبرانی، صحيح)

”حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس بندے کو تلاوت کی وجہ سے سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری گذارش قبول فرما لیجئے ۔اللہ تعالیٰ دونوں کی سفارش قبول فرمائیں گے۔“

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ۔)) (متفق عليه' كتاب الصوم باب الريان للصائمين)

”حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے ایک دروازے کا نام ہی باب الریان رکھ دیا گیا ہے جس سے قیامت کے دن روزہ دار گزر کر جنت میں داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی دوسرا داخل نہیں ہو سکے گا۔“

مسلمان پر ارکان اسلام فرض ہیں لہٰذا ہر مسلمان انکی ادائیگی کا پابند ہے جب حدیث میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جنت کے دروازے کا نام یہ رکھا گیا ہے۔ اور اس نیکی کی بناء پر اس کو خصوصی طور پر مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ باقی ارکان اور نیکیاں کرنے کے ساتھ اس نیکی میں زیادہ رغبت اور لذت محسوس کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ جذبہ اور ترغیب پیدا کرنا مقصود ہے کہ مومن کو ہر نیکی پوری توجہ اور للٰہیت سے کرنی چاہئے۔ ایسے لوگوں کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائیگا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر ؓ کے ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر ؓ تو انھی حضرات میں شامل ہیں۔

1- اخلاص کے ساتھ روزہ رکھنے کی جزا اللہ کی رضا ہے۔
2- روزہ دار کے منہ کی smell اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بہتر ہے۔
3- روزِ محشر قرآن اور روزہ سفارشی ہونگے۔
4- جنت کے دروازوں میں ایک باب صیام ہے اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کیجئے۔

☆☆☆

سپیشل کورس کی مراعات

دنیا میں زندہ قومیں اور ذمہ دار حکومتیں اس بات کا اہتمام کیا کرتی ہیں کہ لوگوں میں کسی خاص شعبہ اور ضابطے کے بارے میں ایک جذبہ اور تحریک پیدا کرنے کے لیے سپیشل کورس کے طور پر کچھ ایام مقرر کیے جائیں تا کہ لوگ معمول سے بڑھ کر اس کام کی طرف توجہ کریں دین کا مقصد انسان کو ہر زاویے سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لانا ہے جس کا اعتراف کلمہ طیبہ پڑھ کر کیا جاتا ہے۔ حق بندگی اور ہر دم سمع و اطاعت کی تحریک قائم رکھنے کے لیے نماز، باہمی تعاون اور ایثار کو فروغ دینے کے لیے زکوٰۃ اس سارے پروگرام کو عالمگیر شکل دینے اور اغیار کے سامنے اجتماعی مظاہرہ کرنے کے لیے حج مقرر کیا گیا۔ باہمی محبت اور جذبہ ایثار کو نقطۂ عروج تک پہنچانے کے لیے روزہ جیسی عبادت کا التزام کیا گیا روزہ میں اس عملی تربیت کا اہتمام ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو امت کا ایک ایک فرد اپنے جائز حقوق سے بھی دستبردار ہونے کے لیے تیار ہوگا۔ روزہ ایک ایسا مقدس special course ہے جس کو اختیار کرنے والا دنیا و آخرت کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ اس لیے نہایت ضروری تھا کہ نیکی اور خیر سے بھرپور اس سپیشل کورس کے لیے خصوصی اقدامات اور مراعات کا اعلان کیا جاتا۔

- فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ

  جنت کے تمام دروازے کھول دیے گئے۔

- فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

  فضل و کرم کے دروازے کھل گئے۔

- وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ۔

  جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے۔

- سُلْسِلَتِ الشَّيٰطِيْنُ۔

انسان کے ازلی اور ابدی دشمن جکڑ دیے گئے۔

- يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ

  اے نیکی کی جستجو کرنے والے! اپنے قدم آگے بڑھاؤ۔

- يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ

  اے گناہ کرنے والے! اب تمہیں رک جانا چاہیے۔

- فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ

  افطاری کے وقت خوشی

- وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ

  خالق و مالک سے ملاقات کی خوشی

- وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

  روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے ہاں کستوری کی خوش بو سے بہتر ہے۔

- فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ

  روزہ میرے لیے اور میں ہی روزے کی جزا دوں گا۔

❁❁❁

روزے کے تحفظات

روزہ کو ڈھال کے طور استعمال کیجئے

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ۔)) (بخاری، کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذاشتم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے جو تم میں سے روزہ دار ہو تو اسے بیہودہ گوئی سے بچنا چاہئے۔ اور نہ وہ جھگڑا کرے اگر کوئی دوسرا اسے برا بھلا کہے یا اس سے الجھنے کی کوشش کرے تو اسے چاہئے کہ وہ دوسرے سے کہے کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔".

بری بات اور حرکات روزے کو ضائع کر دیتی ہیں

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (بخاری، کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو کذب بیانی اور برے اعمال سے اجتناب نہیں کرتا اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔"

ازدواجی عمل سے اجتناب

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

فَرَخَّصَ لَهٗ وَآتَاهُ آخَرُ فَنَهَاهُ فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَهٗ شَیْخٌ وَاِذَا الَّذِیْ نَهَاهُ شَابٌّ۔)) (ابو داؤد، کتاب الصیام باب کراهیة للشاب)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے روزہ کی حالت میں بوس و کنار کرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اجازت عنایت فرمائی جب کہ دوسرے آدمی کو ایسا کرنے سے منع فرمایا یہ امتیاز اس لیے قائم فرمایا کہ پہلا بوڑھا تھا اور دوسرا جوان کیونکہ یہ اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر سکے گا اس لیے اسے منع فرمایا۔ تو اصول یہ ٹھہرا کہ اپنے آپ پر کنٹرول نہ ہونے کی صورت میں ازدواجی زندگی سے الگ تھلگ رہنا چاہئے۔"

وضو میں بھی احتیاط

((عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَائِمًا)). (مشکوۃ باب سنن الوضوء)

"حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے وضو کے بارے میں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وضو اچھی طرح کرنا چاہئے اور وضو کے دوران انگلیوں کے درمیان خلال اور ناک کو اچھی طرح صاف کیجئے لیکن اگر تم روزہ کی حالت میں ہو تو ناک میں پانی داخل کرنے سے پرہیز کرنا ہوگا۔"

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلَکْتُ قَالَ: مَالَكَ قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَاَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا ؟قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ؟ قَالَ :لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ

اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؟ قَالَ :لَا فَقَالَ اِجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَمَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ :اَنَا ،قَالَ :خُذْهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ،فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔)) (متفق عليه، كتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان ولم يكن له)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رمضان میں موجود تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ ﷺ پوچھتے ہیں کہ وہ کیسے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مجامعت کر لی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تو ایک غلام آزاد کرنے کی ہمت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ وہ عرض کرتا ہے کہ نہیں۔ آپ ﷺ پھر پوچھتے ہیں کہ کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ وہ عرض کرتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر بیٹھ جاؤ اسی اثنا میں ایک آدمی نے کھجوروں کا بڑا ٹوکرا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوال پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں ارشاد ہوتا ہے یہ کھجوریں مساکین میں صدقہ کردو۔ وہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ میرے اہل خانہ سے زیادہ ان دو پہاڑوں کے درمیان کوئی گھرانہ بھی غریب نہیں ہے۔ آپ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ تب آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھا پھر یہ کھجوریں اپنے اہل خانہ کو کھلا دو۔''

قے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ۔)) (مشكوة باب تنزيه الصوم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا روزہ کی حالت میں خود بخود قے آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن جس نے جان بوجھ کر ایسا کیا اس پر قضا لازم ہوگی۔''

بعض علماء کہتے ہیں کہ منہ بھر کر قے آ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تھوڑی آنے سے نہیں ٹوٹتا یہ تقسیم اور مقدار ان کی خود ساختہ ہے جس کا آپ ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نکسیر سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ زخم اور ایکسیڈنٹ کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مخصوص ایام میں خاتون کو نماز معاف لیکن روزے کی قضا لازم ہوگی

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا۔)) (البخاری' کتاب الصوم باب الحائض تترك الصوم والصلاة)

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہے کہ ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیض کے ایام میں عورت کو روزہ اور نماز سے رخصت ہے اور یہ دین میں کمی کے مترادف ہے۔''

روزے میں سہولیات

سفر میں روزہ چھوڑ اور توڑ دینے کی اجازت ہے

آج کل کچھ علماء سفر میں روزہ چھوڑنے کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ شرائط عائد کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانے میں سفر بہت مشکل تھا۔ جب کہ آج بے شمار سہولتیں میسر آ چکی ہیں۔ لہٰذا سفر میں روزہ رکھنا چاہیے۔ لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ شریعت کسی ایک علاقے یا صرف شہر اور امیروں کے لیے ہی نہیں یہ تو عالمگیر ضابطہ حیات ہے لہٰذا اس کو لوگوں کے حالات پر چھوڑ دینا چاہیے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلٰی مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ، اَفْطَرَ، فَاَفْطَرَ النَّاسُ۔)) (متفق علیه، باب اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر)

''حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان میں مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب کدید مقام پر پہنچے آپ ﷺ نے روزہ افطار کیا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔'' (یاد رہے یہ رمضان المبارک کا روزہ تھا۔ کیونکہ مکہ 10 رمضان کو فتح ہوا تھا۔)

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ :مَاهٰذَا؟ فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔)) (متفق علیه، باب قول النبیؐ لمن ظلل علیه)

''حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر نبی ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک شخص پر سایہ کیے ہوئے ہیں آپ نے استفسار فرمایا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ روزہ دار ہے اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس حالت میں سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

((عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔)) (مسلم، كتاب الصيام باب جواز الصوم والفطر......)

''حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ سولھویں روزے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے چھوڑ دیا۔ رکھنے اور نہ رکھنے والوں نے ایک دوسرے کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔''

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ نِ الْكَعْبِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ۔)) (مشکوۃ باب صوم المسافر)

''حضرت انس بن مالک کعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مسافر کو روزہ مؤخر کرنے اور نماز نصف کرنے کی اجازت فرمائی ہے اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزے مؤخر کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔''

دین کو نہیں عقل کو دین کے تابع کیجیے

((قَالَ اَبُو الزِّنَادِ: اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِيْ كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّاْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِنْ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ۔)) (البخاری كتاب الصوم باب الحائض تترك الصوم)

''حضرت ابوزناد کہتے ہیں کہ شریعت کے کئی احکام عام سمجھ کے مخالف معلوم

ہوتے ہیں لیکن اس حالت میں بھی انہیں ماننا لازم ہے۔ ان مسائل میں ایک یہ بھی ہے حائضہ روزے بعد میں رکھے گی لیکن اس پر نماز کی قضا نہیں ہوگی۔"

کمزور آدمی کے لیے آسانیاں

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ رُخِّصَ لِلشَّیْخِ الْکَبِیْرِ اَنْ یُّفْطِرَ وَیُطْعِمَ عَنْ کُلِّ یَوْمٍ مِّسْکِیْنًا وَّلَا قَضَاءَ عَلَیْهِ۔)) (الدار قطنی و الحاکم)

"حضرت ابن عباس ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نہایت بوڑھے آدمی کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے لیکن ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا فرض ہے۔ اور اس پر کوئی قضا نہیں ہوگی۔"

قضا روزے سال بھر میں جب اور جس طرح چاہے رکھ سکتا ہے

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقْضِیَ اِلَّا فِیْ شَعْبَانَ۔)) (متفق علیه' باب متی یقضی قضاء رمضان)

"حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب مجھ سے رمضان کے روزے رہ جاتے تو میں اگلے رمضان سے پہلے شعبان میں روزے رکھا کرتی تھی۔"

تاہم افضل یہ ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے قضا روزے رکھنے چاہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے، جس قدر ممکن ہو جلد ادا ہونا چاہیے۔

((قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ لَا بَأْسَ اَنْ یُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔)) (بخاری' کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء رمضان)

"حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ قضا روزے متواتر نہ رکھے جائیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فقط تعداد پوری کرنے کا حکم دیا ہے۔"

مرحوم کے روزے

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ صِیَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهٗ۔)) (متفق علیه' کتاب الصوم باب من مات و علیه صوم)

"حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر فرض روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اتنے روزے رکھنے کا پابند ہوگا۔"

روزہ میں مسواک

((عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ ؓ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا اُحْصِیْ اَوْ اَعُدُّ۔)) (بخاری' کتاب الصوم باب سواك الرطب)

"حضرت عامر بن ربیعہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا ہے کہ جس کو شمار کرنا مشکل ہے۔"

(ٹوتھ پیسٹ کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر پیسٹ کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے تو تازہ مسواک کا بھی ایک ذائقہ ہوا کرتا ہے۔)

روزہ کی تلخی کی وجہ سے نہانا سنت ہے

((عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ؒ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِالْعَرْجِ یَصُبُّ عَلٰی رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِّنَ الْعَطَشِ اَوْ مِنَ الْحَرِّ۔)) (مشکوۃ باب تنزیه الصوم)

"حضرت عبدالرحمٰن ؒ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے روزے کی حالت میں عرج مقام پر آپ ﷺ کو پیاس یا گرمی کی وجہ سے سر مبارک پر پانی

بہاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

آنکھوں میں سرمہ اور ناک میں دوائی ڈالنا

((قَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّائِمِ اِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهٖ وَيَكْتَحِلُ۔)) (بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ اذا توضا......)

"حضرت حسن فرمایا کرتے تھے کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ اور ناک میں دوائی ڈال سکتا ہے۔ بشرطیکہ دوائی حلق میں پہنچنے کا خطرہ نہ ہو۔"

تیل لگانا

((قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ؓ اِذَا كَانَ صَوْمُ اَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا)) (بخاری، کتاب الصوم باب الغتسال الصائم)

"حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ روزے دار کو تیل لگانے اور کنگھی کا استعمال جائز ہے۔"

بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

((عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔)) (بخاری، کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اور شرب ناسیا)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ آپ ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جو روزے دار بھول کر کھا پی لے تو اسے روزہ پورا کرنا چاہئے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔"

ہنڈیا کا ذائقہ چکھنا

((قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ لَا بَأْسَ اَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ اَوِ الشَّيْئَ .)) (بخاری

کتاب الصوم باب اغتسال الصائم)

"حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ روزے دار کو نمک، مرچ کا اندازہ لگانے کے لیے ہنڈیا کا ذائقہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"

بے ساختہ حلق میں کوئی چیز داخل ہو جائے تو؟

((قَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ)) (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب ناسیًا)

"حضرت حسن ؓ فرماتے ہیں کہ حلق میں مکھی داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔"

ناپاکی میں روزہ رکھا جا سکتا ہے

((عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَبِىْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ۔)) (بخاری، کتاب الصوم باب الصائم یصبح جنبا)

"ابو بکر بن عبدالرحمٰن ؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے روزہ رکھا اور پھر نماز سے پہلے غسل فرمایا۔ اس بات کی ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے بھی تائید فرمائی۔"

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ۔)) (مسلم، کتاب الحیض جواز نوم الحنب)

"آپ جب جنبی ہونے کی حالت میں سونا یا کوئی چیز کھانا چاہتے تو نماز جیسا وضو فرماتے۔"

ناپاکی سے روزہ نہیں ٹوٹتا

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا یُفْطِرْنَ الصَّوْمَ اَلْحِجَامَۃُ وَالْقَیْئُ وَالْاِحْتِلَامُ۔)) (ترمذی، باب ماجاء فی الصائم یذرعه القئی)

"حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سینگی لگوانے، قے کرنے اور احتلام سے۔"

ٹیکہ لگوانا، ٹوتھ برش کا استعمال، دانت، آنکھ میں دوائی اور inhalor کا استعمال جائز ہے۔

روزہ نہ رکھنے کا گناہ

((وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ۔)) (ابن ماجه، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل شھر رمضان)

"حضرت انس بن مالک ؓ ذکر کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آیا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہر خیر سے تہی دامن ہوا پھر یہ بھی ارشاد تھا کہ شب قدر کی برکات سے بدنصیب ہی محروم ہوا کرتا ہے۔"

ہر طرف سے پھٹکار

((عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰی دَرَجَۃً قَالَ آمِیْن فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَۃَ الثَّانِیَۃَ قَالَ آمِیْن فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَۃَ الثَّالِثَۃَ قَالَ آمِیْن فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنَّا نَسْمَعُہٗ قَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ بِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ قُلْتُ آمِیْن فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَقُلْتُ آمِیْن فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْہِ الْکِبَرَ عِنْدَہٗ اَوْ اَحَدَھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ قُلْتُ آمِیْن)) (رواہ الحاکم)

"حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن اپنا منبر لانے کا حکم دیا جب ہم نے منبر پیش کیا تو آپ اس کی پہلی سیڑھی پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے آمین کہتے ہیں پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین کے الفاظ ادا فرمائے اور تیسری سیڑھی پر بھی آمین کا اعادہ فرمایا۔ جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج پہلی دفعہ یہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے ارشاد ہوا کہ ابھی ابھی جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا وہ آدمی ہلاک ہوا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی اللہ کے حضور معافی طلب نہیں کی، میں نے آمین کہا جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے فرمایا وہ شخص بھی تباہ و برباد ہوا جس کے سامنے آپ ﷺ کا اسم گرامی آئے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے آمین کہا۔ جب میں تیسری سیڑھی پر کھڑا تھا تو جناب جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان

کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا اس پر بھی پھٹکار ہے۔میں نے کہا آمین۔“

قیامت کے دن سزا

((وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَمَا اَنَـا نَـائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِمَنْکَبِیَّ فَاَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَعَرًا فَقَالَا اِصْعَدْ فَـقُلْتُ اِلَیَّ لَا اُطِیْقُہٗ فَقَالَا اِنَّا سَنُسَہِّلُہٗ لَکَ فَصَعِدْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِیْ سَـوَاءِ الْـجَبَـلِ اِذَا بِـاَصْوَاتٍ شَدِیْدَۃٍ قُلْتُ مَا ھٰذِہِ الْاَصْوَاتُ؟ قَالُوْا ھٰذَا عُـوَاءُ اَھْـلِ الـنَّـارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِہِمْ مُشَقَّقَۃً اَشْـدَاقُہُمْ تَسِیْلُ اَشْدَاقُہُمْ دَمًا،قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ؟ قَالَ الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّۃِ صَوْمِہِمْ۔)) (ابـن خـزیمه،ابن حبان۔بحواله کتاب الصیام اقبال کیلانی)

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس آدمی کی شکل میں دو فرشتے آئے وہ میرے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے مجھے ایک پہاڑ کی مشکل ترین گھاٹی کے قریب لا کر کہتے ہیں کہ آپ اس پہاڑ پر چڑھیں میں نے کہا کہ اس پر چڑھنا تو بہت مشکل ہے۔انہوں نے کہا ہم چڑھنے میں آپ ﷺ کی مدد کرتے ہیں میں چلتے ہوئے اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا جہاں میں نے شدید قسم کی چیخ و پکار سنی میں نے ملائکہ سے استفسار کیا کہ یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ جہنیوں کی آہ و بکا ہے پھر ہم آگے بڑھے جہاں میں نے کچھ لوگوں کو اس حالت میں الٹے لٹکے ہوئے دیکھا کہ ان کے منہ بری طرح زخمی اور بڑی تیزی سے ان سے خون نکل رہا ہے۔مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو روزہ کھلنے کے وقت سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔“

نفلی عبادات کی ضرورت اور اس کا فلسفہ

فرض عبادات کی تعداد اور ان کے اوقات مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ان فرائض میں اضافہ کرنے کی کوئی صورت جائز نہیں اور شرعی عذر کے بغیر ان میں کمی (نماز قصر) اور اوقات میں تقدیم و تاخیر کا کسی کو اختیار نہیں دیا گیا۔فرائض کی ادائیگی کا ایک متعین طریقہ بتلایا گیا ہے۔فرائض کی ادائیگی پوری توجہ سے کرنی چاہئے تاہم اس میں سستی اور غفلت ہو جاتی ہے اس کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت نے فرائض کے ساتھ نفلی عبادات کی ترغیب دی تاکہ فرائض کی ادائیگی کے لیے آدمی کی طبیعت میں رغبت، آمادگی اور للّٰہیت پیدا ہو اور حساب و کتاب کے دن نوافل کے ذریعے فرائض میں کوتاہیوں کا ازالہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں نفلی عبادات میں وہ جذبہ اور شوق پیدا فرمایا جس کی نظیر پہلی امتوں اور آنے والی نسلوں میں ملنی مشکل ہے۔

نماز تراویح کی وجہ تسمیہ

دنیائے علم کے روشن ستارے حضرت الامام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تراویح کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَالتَّـرَاوِیْـحُ جَمْعُ تَرْوِیْحَۃٍ وَھِیَ الْمَرَّۃُ الْوَاحِدَۃُ مِنَ الرَّاحَۃِ سُمِّیَتِ الصَّلٰوۃُ فِی الْجَمَاعَۃِ فِیْ لَیَالِیْ رَمَضَانَ التَّرَاوِیْحُ لِاَنَّھُمْ اَوَّلُ مَا اجْتَمَعُوْا عَلَیْھَا کَانُوْا یُرِیْحُوْنَ بَیْنَ کُلِّ تَسْلِیْمَتَیْنِ۔)) (فتح الباری)

”تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ مرت کا صیغہ ہے راحت سے نکلا ہے۔یہ اس کا نام تراویح اس لیے پڑا کہ ابتداءً لوگ اس نماز کو باجماعت پڑھتے ہوئے ہر دو سلام کے بعد کچھ آرام کرتے تھے۔“

تراویح کا اجر وثواب

نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزے اور تراویح کے بارے میں ایک جیسے الفاظ ادا فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح روزے رکھنے سے گناہ معاف کرتے ہیں اسی طرح نماز تراویح ادا کرنے سے گناہ معاف کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ان روزے داروں پر کہ وہ روزہ تو اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں مگر تراویح نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ بلاشبہ روزہ فرض اور تراویح نفل ہے لیکن جب آپ ﷺ نے دونوں کے ثواب کے بارے میں گناہ معاف ہونے کی گارنٹی عطا فرمائی ہے تو اس میں سستی کرنا چہ معنی دارد؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے باوجود اس نماز کو جو رمضان میں تراویح اور دوسری راتوں میں تہجد کے طور پڑھی جاتی ہے اس طرح ادا فرماتے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔)) (البخاری، کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان اور ثواب کی خاطر رمضان کا قیام کیا اس کے پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔''

نماز تراویح کا افضل وقت

نماز تراویح کا افضل وقت تو رات کا پچھلا پہر ہے لیکن آپ ﷺ نے جو تین رات تراویح پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب باجماعت تراویح کا اہتمام فرمایا تو لوگوں کی سہولت کی خاطر نماز عشاء کے بعد تراویح کا اہتمام فرمایا۔ تا کہ جو شخص صبح اٹھنے میں دقت محسوس کرتا ہو اسے جماعت کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنے کا موقع مل جائے۔

ادائیگی کا طریقہ

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الَّیْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی۔)) (بخاری، کتاب التہجد)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی محترم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ (جواباً) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔''

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی ذَاتَ لَیْلَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰی مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ یَخْرُجْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْكُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یُّفْرَضَ عَلَیْكُمْ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ۔)) (بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ ایک رات آپ ﷺ نے مسجد میں نماز تراویح پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور پھر اگلی رات آپ ﷺ نے نماز تراویح ادا کی تو نمازی (پہلے سے) زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہوئے تو آپ ﷺ گھر ہی میں ٹھہرے رہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے آپ کا اکٹھا ہونا معلوم تھا۔ مجھے آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی فقط یہ کہ میں نے محسوس کیا کہ کہیں اس طرح نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔''

تراویح کی رکعات

یہ بات مسلمہ ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے علاوہ آپ ﷺ سے نماز تہجد پڑھنا ثابت نہیں جب کہ نماز تراویح آپ ﷺ نے آٹھ رکعت اور تین وتر پڑھی ہے۔ اگر کوئی شخص سنت سمجھ کر نہیں بلکہ یونہی زیادہ نفل پڑھنا چاہتا ہے تو مزید نفل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حرمین کا حوالہ دیتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کیوں پڑھائیں؟ اور اس طرح حرمین میں بیس کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات ثابت نہیں۔ حرمین میں ترکوں کے دور میں بیس تراویح کا رواج پڑا تھا جس کو مصلحت اور نفل سمجھ کر یوں ہی جاری رکھا گیا ہے۔ ورنہ آئمہ حرمین تراویح آٹھ ہی سنت سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ حرمین میں تراویح آٹھ رکعات ہی ادا کی جاتیں۔ تاکہ لوگوں کیلئے یہ بات دلیل نہ بنتی۔ تاہم امت کو نبی اکرم ﷺ کے طریقے کا پابند کیا گیا ہے۔

آٹھ تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

((فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ شَھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ نِ الْقَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَۃً فِیْ رَمَضَانَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِہٖ وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ بِصَلَاتِہِ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ اَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِیءٍ وَاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَۃً اُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ قَارِئِھِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ۔)) (بخاری، کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

"رسول کریم ﷺ اس دنیا سے انتقال فرما گئے لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر

تراویح پڑھتے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں نماز تراویح لوگ اپنے اپنے طور پر انفرادی اور اجتماعی انداز میں پڑھا کرتے تھے۔ ابن شہاب حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بتلایا کہ میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ الگ الگ اور کچھ اپنی اپنی جماعت کرا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ان کو ایک ہی امام کے پیچھے اکٹھا کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے پکا ارادہ کیا اور سب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگلی رات مسجد میں گیا تو لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز تراویح ادا کر رہے تھے۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تراویح پڑھنے کا اچھا انداز ہے۔"

((عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَتَمِیْمَ نِ الدَّارِیَّ اَنْ یَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً۔)) (موطا امام مالك)

"سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور مدینے کے دوسرے امام تمیم داری رحمہ اللہ کو یہی حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات نماز تراویح پڑھایا کریں۔"

((عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ۔)) (موطا امام محمد)

"ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان

میں نبی اکرم ﷺ کتنی نماز پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعتیں اس طرح ادا فرماتے تھے کہ اس کے حسن و جمال کا کیا پوچھنا۔"

حضرت الامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نقطہ نظر

((عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّی بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلَی الْفَجْرِ فِیْ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَالْوِتْرَ بِثَلَاثٍ۔)) (کتاب الآثار)

"حضرت امام ابوحنیفہ امام جعفر بن محمد بن حضرت علی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عشاء سے فجر تک آٹھ رکعات اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ کا فتویٰ

دیوبند مکتبہ فکر کے بانی حضرت مولانا انور شاہ مرحوم رحمہ اللہ نے حدیث کی معتبر کتاب ترمذی شریف کی شرح میں تراویح کے بارے میں دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا فرمائے ہیں:

((لَامَنَاصَ مِنْ تَسْلِیْمِ اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَتْ ثَمَانِیَةَ رَکَعَاتٍ وَلَمْ یَثْبُتْ فِیْ رِوَایَةٍ مِنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَلَّی التَّرَاوِیْحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰی حِدَةٍ فِیْ رَمَضَانَ۔)) (العرف الشذی)

"اس بات کو تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھی ہوں۔"

حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ

تمام روایات کو جمع کرنے سے جو چیز حقیقت سے قریب تر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خود جماعت کے ساتھ رمضان میں جو نماز پڑھائی وہ اول وقت تھی نہ کہ آخر وقت میں اور وہ آٹھ رکعتیں تھیں نہ کہ بیس۔ (رسائل و مسائل، حصہ دوم)

نفلی روزے کی فضیلت

((مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بَاعَدَاللّٰهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔)) (سنن ابن ماجه، کتاب الصیام باب فی صیام یوم فی سبیل الله)

''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس ایک روزے کے بدلے اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم سے دور فرما دیں گے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْئٌ؟ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّیْ إِذًا صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أُهْدِیَ لَنَا حَیْسٌ فَقَالَ أَرِیْنِیْهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَکَلَ۔)) (مسلم، کتاب الصیام باب جواز صوم النافلة)

''آنحضور ﷺ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز موجود ہے میں نے کہا نہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا چلو میں روزہ رکھ لیتا ہوں کسی دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ گھر داخل ہوئے کہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سویٹ ڈش پیش کی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح سے روزہ کی نیت کی تھی لیکن اب روزہ توڑ رہا ہوں۔'' (اس سے مراد نفلی روزہ ہے۔)

شعبان کے روزے

((مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَیْتُهُ فِیْ شَهْرٍ أَکْثَرَ مِنْهُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ۔)) (صحیح بخاری، کتاب الصوم باب صوم شعبان)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رمضان کے علاوہ پورے مہینے کے

روزے آپ ﷺ کو رکھتے نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی شعبان کے علاوہ کسی ماہ اتنی کثرت سے رکھتے تھے۔''

پیر اور جمعرات کا روزہ

((عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔)) (صحیح مسلم، کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر)

''حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پیر کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی یوم مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن نازل ہوا۔''

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔)) (جامع ترمذی، کتاب الصوم باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب میرے اعمال اللہ کے حضور پیش ہوں تو میں روزے دار ہوں۔''

صیام محرم

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ۔)) (صحیح مسلم، کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم کے ہیں۔''

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ۔))

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر)

''یوم عاشورہ کے روزوں کے بارے میں آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے ایک سال کے گناہ معاف فرما دیں گے۔''

محرم (یوم عاشور) کے بارے غلط فہمی دور کیجئے

بعض لوگ محرم کے روزوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں جبکہ حضرت حسین کی شہادت آپ ﷺ کے انتقال کے 51 سال بعد ہوئی اور پھر قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق یہ ماہ وسال زمین وآسمان کی تخلیق کے ساتھ ہی متعین کر دیئے گئے ہیں۔

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۝﴾ (التوبہ ۳۶۔پ ۱۰)

''حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہی ٹھیک ضابطہ ہے۔ لہٰذا ان چار مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے سب مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اَظْهَرَ

اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَاَمَرَ بِصَوْمِهِ۔)) (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول محترم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دس محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ نے ان سے محرم کا روزہ رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا ہم اظہار تشکر کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نبوت کے حوالے سے تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں اس بناء پر آپ نے ہمیں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔'' (دوسرے موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں آئندہ سال ایک کی بجائے دو روزے رکھوں گا تا کہ یہودیوں سے ہمارا امتیاز قائم رہے۔)

ان ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں

استقبال رمضان بدعت ہے

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔)) (صحیح بخاری، کتاب الصوم باب لا یتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص استقبال رمضان کے لیے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے ہاں اس شخص کے لیے اجازت ہوگی نفلی روزہ رکھنا جس کا معمول ہو۔ (اور وہ روزے ان ایام میں آ جائیں۔) بعض افراد ہی نہیں بلکہ آج کل کچھ جماعتیں استقبال رمضان کے

نام پر اجتماعات منعقد کرتی ہیں۔ تاکہ لوگوں میں رمضان المبارک کے بارے میں ایک جذبہ اور ولولہ پیدا کیا جائے بظاہر تو بات بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن آپ سے ایسی تقریبات ثابت نہیں اگر کوئی شعبان کے آخری دنوں میں آپ ﷺ کے خطبہ کی مثال پیش کرنا چاہے تو اسے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ آپ ﷺ نے اس وقت خطاب فرمایا تھا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے ہر سال آپ سے رمضان کے بارے میں شعبان میں خطبہ ثابت نہیں۔ جب آپ ﷺ نے استقبال کا روزہ رکھنے کی اجازت نہیں عنایت فرمائی حالانکہ اس سے آگے روزے ہی شروع ہونے والے تھے تو استقبال رمضان کے نام پر مجالس کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟"

عیدین کا روزہ منع ہے

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ۔))

(بخاری، کتاب الصیام مسلم باب تحریم صوم العیدین)

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے عید الفطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔"

حج کے متصل ایام میں روزہ جائز نہیں

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِیْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يَّصُوْمَ اِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْیَ۔)) (بخاری، کتاب الصیام باب صیام ایام التشریق)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایام تشریق میں کسی مسلمان کو روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی اِلّا یہ کہ حج کرنے والے کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو۔"

جمعہ، معراج، شب برات کا روزہ رکھنا جائز نہیں

شریعت کے نام اور اجر و ثواب کے لیے کوئی دن اس طرح مخصوص کرنا کہ اس سے ادھر ادھر ہونا ثواب میں کمی کا تصور کیا جائے یہ دین میں اضافہ کے مترادف ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بدعت قرار دیا اور ہر بدعت کا انجام جہنم ٹھہرایا ہے۔ اس لیے جن ایام اور اوقات میں آپ ﷺ نے روزہ اور عبادات سے منع فرمایا ہے۔ ان ایام میں روزہ رکھنا اور ممنوعہ اوقات میں وہ عبادت کرنا آپ ﷺ کی نافرمانی ہے جیسا کہ معراج، شب برات کا روزہ اور خوشی کا اظہار اور تقریبات منعقد کرنا ہے۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ يَوْمًا بَعْدَهٗ۔)) (مسلم، بخاری، باب صوم یوم الجمعة فاذا اصبح صائما یوم الجمعة فعلیه ان یفطر)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ کوئی آدمی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے اگر کوئی ضرور رکھنا چاہے تو اسے جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ساتھ ملانا چاہئے۔"

عبادت اور مسلسل روزے سے صحت خراب کرنے کی اجازت نہیں

صوفیائے کرام نفس کچلنے کے لیے بے شمار چلہ جات اور ایسی ترکیبات بتلاتے اور کرتے ہیں کہ جس سے انسان کی صحت کمزور ہو جاتی ہے آپ ﷺ نے ایسے تکلفات سے منع فرمایا ہے تا کہ دین میں اضافہ سے اجتناب اور مسلمان صحت مند رہ سکیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایات فرمائیں ہیں۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا

عَبْدَاللّٰہِ اَلَمْ اُخْبِرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔))

(بخاری، مسلم کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ مجھے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ آپ ہمیشہ دن کو روزہ اور رات بھر قیام کرتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول رضی اللہ عنہما! تب آپ رضی اللہ عنہما نے مجھے اس بات سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ روزہ رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو رات کو قیام بھی کرو اور آرام بھی کیونکہ تیرے جسم، آنکھ اور تیری بیوی کا تم پر حق ہے۔ اس طرح مہمان کے حقوق کا بھی خیال رکھا کرو۔''

★★★

روزے کے مقاصد

1- تقویٰ

2- اللہ کی کبریائی کا اعتراف

3- شکر و حمد

4- صبر

5- مواسات

6- رزق مومن میں اضافہ

7- ڈھال استعمال کیجئے

8- روزہ کے روحانی و جسمانی فوائد

تقویٰ

قرآن مجید نے سورۃ الشعراء میں حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے تقوی کی اہمیت بیان کی ہے پھر براہ راست نبی اکرم ﷺ آپ کی امت اور تمام انسانیت کو تقوی کا حکم دیا۔ تقوی ہی کو عبادات کی روح اور اصل پھر اسی کو مشکلات کا مداوای اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

روزہ:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ ۱۸۳، پ ۲)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے یہ اس لیے ہے تاکہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہو۔"

نبی اکرم ﷺ سے خطاب:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا.﴾ (احزاب ۱۔ پ ۲۱)

"اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کفار ومنافقین کی اطاعت نہ کرو حقیقت میں علیم اور حکیم تو اللہ ہی ہے۔"

مومنوں کو حکم:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.﴾ (آل عمران ۱۰۲۔ پ ۴)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت صرف مسلمانی کی حالت میں آئے۔"

ساری دنیا کو ارشاد:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ (النساء ۱۔ پ ۴)

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیے اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"

قربتوں کا معیار

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ.﴾ (حجرات ۱۳۔ پ ۲۶)

"درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

مشکلات کا مداوا

﴿ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝﴾

(الطلاق ۲، ۳۔ پ ۲۸)

"یہ باتیں ہیں جن کی تم لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے ہر اس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے

سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کے لیے کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔"

خیر و برکت کا ذریعہ تقویٰ

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾

(اعراف ۹۶۔پ ۹)

"اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے مگر انہوں نے تو جھٹلایا۔ لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا۔"

متقین کا مقام

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ۝﴾

(المرسلات ۴۱،۴۲۔پ ۲۹)

"متقی لوگ گھنے سایوں اور چشموں میں ہیں اور جو پھل وہ چاہیں ان کے لیے حاضر ہوں گے۔"

اللہ کی کبریائی کا اعتراف

شدید گرمی، سخت بھوک اور تنہائی میسر ہونے کے باوجود ہاتھ کھانے پینے کی طرف اٹھنے تو در کنار صائم خورد و نوش کے تصور سے ہی کانپ جاتا ہے۔ کیوں؟

اس خوف کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تصور ہے کہ اس نے مجھے رک جانے کا حکم دے رکھا ہے کیونکہ ایسا کرنا اور سوچنا اس ذات کبریا کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ رمضان میں اس تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء تو اس کے لیے پہلے بھی ممنوع تھیں لیکن روزے کی حالت میں اسے حلال سے بھی روک دیا گیا ہے۔ یہ رب اعلیٰ کے سامنے انسان کی بے بسی کی انتہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی، بندوں کے ساتھ انکساری، ہمدردی کے ساتھ دشمنان اسلام کے سامنے جرأت و بہادری پیدا ہوتی ہے۔ آپ اور امت کو ابتدائی ایام میں ہی اس عقیدہ سے آگاہ کر دیا گیا تھا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے غیر کا خوف نکل جائے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۝﴾

(مدثر ۱ تا ۳۔پ ۲۹)

"اے چادر اوڑھنے والے۔ اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑھائی کا اعلان کرو۔"

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝﴾

(جاثیہ ۳۷۔پ ۲۵)

"زمینوں اور آسمانوں کی بڑائی صرف اسی کے لیے ہے اور وہی زبردست و دانا ہے۔"

﴿اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ۝﴾ (البقرۃ ۱۶۵۔پ ۲)

"ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور اللہ سزا

دینے میں بھی بہت سخت ہے۔"

مسلمانوں نے اس عقیدے کی بنیاد پر اپنے سے کئی گنا بڑھ کر اسلحہ اور افرادی قوت رکھنے والے دشمن کو میدان کارزار میں شکست دیتے رہے ہیں ایمان کی تازگی کے لیے صرف ایک واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ سیاسی اور فوجی اصطلاح کے مطابق روم دنیا کی واحد سپر پاور بن چکا تھا جنگ یرموک میں میدان کارِزار گرم ہوا، رومی فوج کے ہراول دستے نے پاؤں میں بیڑیاں پہنی ہوئی ہیں ایک لاکھ سے زیادہ رومی اس حالت میں میدان میں اترتے ہیں کہ ان کی پردہ نشیں عورتیں جنگی ترانوں کے ذریعے اپنے جوانوں کی غیرت کو دو آتشہ کر رہی ہیں بڑے بڑے پوپ اور مذہبی رہنما اس جنگ کو صلیبی جنگ قرار دیتے ہوئے جوان مردوں کے حوصلے بلند کر رہے ہیں دوسری طرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امین الامۃ کا خطاب دیا تھا وہ عساکر اسلام کی کمان فرما رہے ہیں جب انہوں نے میدان جنگ کا جائزہ لیا تو وہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں خط لکھتے ہیں۔ امیر المومنین نے خط پڑھ کر یہ تبصرہ کیا کہ اے ابوعبیدہ اگر میں فوری طور پر کمک روانہ کروں تمہارے فوجی نقشے کے مطابق یہ امداد پہنچنے سے پہلے ہی میدان گرم ہو جائیگا اس لیے میرا مراسلہ پڑھ کر پاک فوج کے حوصلے اور ان کے عقیدے کو مضبوط بنایا جائے۔

((اَلَا عُمَرُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكُمْ يَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ اَصْدِقُوا اللِّقَاءَ وَشُدُّوْا عَلَيْهِمْ شَدَّ اللُّيُوْثِ وَلْتَكُوْنُوْا اَهْوَنَ عَلَيْكُمْ مِنَ الذُّرِّ فَاِنَّا قَدْ كُنَّا عَلِمْنَا اِنَّكُمْ عَلَيْهِمْ مَنْصُوْرُوْنَ۔)) (الفاروق)

"آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور تمہارے لیے یہ پیغام ہے کہ تم دشمن کے سامنے ڈٹ جاؤ اور شیروں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑو اور گلی کے تنکوں سے ان کو ہلکا جانو۔ ہمیں یقین ہے کہ تم ہی ان پر غالب آؤ گے۔"

اسی اعتقاد کی بنیاد پر مسلمانوں نے روم پر آخری فتح حاصل کی تھی۔ اس کے بعد آج تک روم نام کی کوئی مملکت دنیا کے نقشے پر موجود نہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم اور فارس کے بارے میں فرمایا تھا۔

إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ

جب روم ختم ہوگا تو پھر ختم ہی رہے گا۔

إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ

جب فارس تباہ ہوا تو پھر قیامت تک قائم نہیں ہو سکے گا۔

چودہ سو سال گزرنے کے باوجود روم اور فارس نام کی کوئی مملکت دنیا کے نقشہ پر موجود نہیں اور انشاء اللہ قیامت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ روم اٹلی کے تحت چھوٹی سی ریاست ہے اور پوپ کو اندرون ملک اپنی ریاست میں کچھ اختیارات حاصل ہیں جس طرح پاکستان میں بلوچستان کے سرداروں کو معمولی اختیارات حاصل ہیں۔

رمضان اور تشکّر

دنیا کا اصول اور انسانی فطرت تو یہ ہے کہ جب انسان پر کوئی احسان، اور اس کی خدمت کرے تو وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا ہے۔لیکن روزے میں بظاہر مزید ملنے کی بجائے اللہ تعالیٰ صبح سے مغرب تک پہلی سہولیات بھی واپس لے لیتے ہیں تو پھر روزہ اور شکریہ کا آپس میں کیسا رشتہ؟

اس نقطہ کی تلاش کے لیے آدمی کو اپنی ساخت پر غور کرنا چاہیئے۔انسان روح اور جسم سے مرکّب ہے آدمی کی موت جسم کے خاتمہ سے نہیں روح کے انتقال سے واقع ہوتی ہے۔درجنوں بیماریاں اور سینکڑوں زخم اور بے انتہا تکلیف ہونے کے باوجود جب تک روح اور جسم کا رشتہ قائم ہے انسان کسی نہ کسی حالت میں زندہ رہتا ہے۔اس لیے روح اور جسم کا رشتہ پھول اور خوشبو کی مانند ہے۔رمضان میں جسم کی بجائے روح کی صحت، توانائی اور تربیت کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔مگر روزہ کی فرضیت کے باوجود مریض، مسافر اور کمزور لوگوں کے لیے رخصت ہے پھر مغرب تا سحری تک کھانے پینے اور ازدواجی معاملات کی اجازت جب کہ پہلی امتوں کو یہ سہولت حاصل نہیں تھی دائمی مریض اور نہایت ضعیف کو روزے کی مشقت سے مستثنیٰ قرار دیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کی بدولت شریعت کا انحصار اسی اصول پر قائم فرمایا ہے کہ انسان کو بے جا تکلف میں مبتلا نہ کیا جائے۔روزے کو اظہار تشکر کا ذریعہ قرار دینے میں درج ذیل بنیادیں شامل ہیں۔

1-انسان کو بے جا تکلیف دینے کی بجائے اپنے ضابطوں کو معطل کرنا۔
2-انسانیت کی رہنمائی کے لیے قرآن حکیم کا رمضان میں نازل ہونا۔
3-روح کی توانائی کا خصوصی اہتمام کرنا۔
4-روزہ میں دعاؤں کا زیادہ مقبول ہونا۔
5-انسان کے ازلی دشمن کو قیدی بنانا۔
6-فضل وکرم اور جنت کے دروازے کھول دینا۔

شکر وحمد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کا اعتراف ☆ مشکلات سے محفوظ اور زوال نعمت سے بچنے کی ضمانت ☆ مانگنے کا سلیقہ اور مزید ملنے کی گارنٹی ☆ عبادات کا خلاصہ ☆ رب کی بارگاہ میں پسندیدہ جبکہ ناشکری کفر کے مترادف ہے۔

﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (الزمر ٦٦ پ ٢٤)

''پس اللہ کی عبادت کرتے ہوئے شکر گزار بندوں میں شامل ہو جائیے۔''

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (لقمان ١٤ پ ٢١)

میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتے رہیے، بالآخر تم نے میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم ٧ پ ١٣)

''اگر تم شکر کا رویہ اپناؤ گے تو ہر صورت مزید عنایات پاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی عبادت اور دین کے کسی عمل کے بارے میں بیک وقت یہ نہیں فرمایا کہ اسکے کرنے سے تم عذاب سے محفوظ اور مزید ملنے کے حقدار بن جاؤ گے۔صرف شکر ایسا عمل ہے جسکے بارے میں یہ واضح کر دیا گیا کہ عذاب سے محفوظ ہونے کے ساتھ مزید عطاؤں کا سلسلہ جاری رہے گا۔اس دوہرے انعام کی وجہ سے شیطان نے سرکشی اور بغاوت کی حدود پھلانگتے ہوئے کہا تھا۔

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾

(الاعراف ١٦-١٧-١٨- پ ٨)

''ابلیس نے کہا: تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے تو اب میں بھی تیری سیدھی راہ

پر گھات لگا کر بیٹھوں گا۔ پھر انسانوں کو آگے سے' پیچھے سے' دائیں سے' بائیں سے غرض ہر طرف سے گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں سے نکل جا تو میری درگاہ سے ٹھکرایا ہوا اور رسوا شدہ مخلوق ہے انسانوں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تیرے سمیت ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان ہے جسکے ہوتے ہوئے آدمی ہر مشکل کا سامنا اور ہر پریشانی کو برداشت کرسکتا ہے۔ ایمان کا محور و مرکز قرآن ہے اور قرآن کا خلاصہ فاتحہ (سورۃ الحمد) کو قرار دیا گیا ہے اسی بنا پر اس کا دوسرا نام ام الکتاب ہے سورہ فاتحہ کا خلاصہ حمد کا لفظ قرار پایا اسمیں یہ اشارہ دیا گیا ہے انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ ہر چیز اسکا شکر و حمد بجالا رہی ہے۔

❁❁❁

اندازِ تشکر

انسان پر اللہ تعالیٰ کے اس قدر احسانات اور اسکی نعمتیں لا تعداد ہیں جنکا شمار کرنا انسانوں کے بس کا روگ نہیں۔

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل ۱۸ پ ۱۴)

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کی گنتی کرنا چاہو تو ہرگز شمار نہیں کرسکو گے۔''

جس طرح اس کی نعمتیں بے شمار اور مختلف ہیں اسی طرح ہر نعمت کا شکریہ الگ الگ ہے۔ جب تک شکریے کا اظہار اس طرح نہیں کیا جائیگا تشکر کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

مالدار آدمی اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کی بجائے صرف زبان سے حمد و ستائش کرتا رہے تو وہ بارگاہ ایزدی میں شکر گزار بندوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔ ایک صحت مند آدمی تعاون کرنے کے قابل ہے مگر دوسرے کی مدد نہیں کرتا تو اس نے خداداد صلاحیتوں اور قوتوں کا شکریہ ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ لہٰذا منعم حقیقی کے شکریہ کا حق یہ ہے کہ اسکی عطا کردہ نعمتوں کا شکریہ اس انداز سے ادا کیا جائے جس طرح وہ ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔

شکر وہ جذبہ ہے جس سے انسان کی طبیعت خود بخود اپنے محسن کے ادب و احترام اور اسکی سمع و اطاعت کرنے کے لیے آمادہ ہوتی ہے۔ اعتراف احسان سے محسن کی ذات کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور محبت کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ذات باری تعالیٰ کے شکریے کو ہر محسن کے شکریے کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ))

آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جو اپنے جیسے انسانوں کے چھوٹے چھوٹے احسانات کا شکریہ نہیں ادا کرتا وہ خالق کائنات کے پہاڑوں جیسے ان گنت احسانات کا شکریہ کس طرح ادا کرسکتا ہے؟

شکریے کے مقابلے میں ناشکری کو شریعت کی زبان میں تمام نافرمانیوں اور بغاوتوں کا

سرورق تصور کیا جاتا ہے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾

(ابراھیم ۷ پ ۱۳)

''اگر تم شکریہ ادا کرو گے تو عنایات کا سلسلہ بڑھا دیا جائیگا لیکن اگر ناشکری کا رویہ اختیار کرو گے تو پھر میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

آپ ﷺ کا وظیفۂ شکر

شکر گزاری کے لیے آپ ﷺ ہر نماز کے بعد اس طرح دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) (مشکوۃ باب الدعاء فی التشھد)

''اے اللہ اپنے شکر اور بہترین انداز سے عبادت کرنے کی توفیق نصیب فرما۔''

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) (مشکوۃ کتاب الدعوات باب ثواب القبیح)

- ☆ ہر دم اللہ کے شکر گزار رہیے۔
- ☆ ہر نعمت کا شکریہ اسی انداز سے کرنا چاہیے۔
- ☆ ہر محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اللہ کا شکر گزار بندہ بننے کی کوشش کیجئے۔
- ☆ شیطان کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کا ناشکرا ہو جائے۔

صبر و استقامت

صبر نام ہے قوت برداشت، طبیعت کے نظم وضبط، دشمن کے مقابلے میں بہادری اور مستقل مزاجی کے ساتھ زندگی کے مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا، صبر سے اللہ تعالیٰ کی معیت اور دستگیری حاصل ہونے کے ساتھ یہ آخرت میں بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہونے کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اس کے بغیر کامیابی کا کوئی راستہ نہیں۔ مشکلات زندگی کا جزو لازم ہیں ان سے نجات پانے کے لیے روحانی اور الہامی طریقے اختیار کرنے کے ساتھ مادی وسائل اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر یہ وسائل اس وقت ہی کارگر ثابت ہوں گے جب آدمی صبر و استقامت کے ساتھ انہیں بروئے کار لائے گا۔ جو شخص مستقل مزاجی اور حوصلہ مندی کے ساتھ نتائج کا انتظار نہیں کرتا نہ صرف مصائب سے اس کا نکلنا مشکل ہے بلکہ وہ اپنے جذباتی پن کی وجہ سے اور زیادہ مشکلات کی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ ۱۵۵۔ پ ۲)

''ہم آپ کو خوف، بھوک، مال کی کمی، جانوں کی قربانی اور کھیتوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے۔ خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔''

مشکلات اور ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ آزمائشیں انبیائے کرام کو آیا کرتی ہیں اس کے بعد نیک و کار لوگ درجہ بدرجہ آزمائے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان تھا کہ سب سے زیادہ آزمائشیں مجھ پر وارد ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کو صبر کا مہینہ اور صبر کو جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھی اماں حاضر ہو کر اپنی بیماری اور تکلیف کا ذکر کرتی ہے وہ بوڑھی عورت کانپتے ہوئے وجود اور لرزتی ہوئی زبان سے جب یہ کہہ رہی تھی یا نبی اللہ ﷺ جب مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو بسا اوقات میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، ہوش آنے کے بعد جب

گھر والے بے پردگی کا ذکر کرتے ہیں تو میری پریشانی میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اللہ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ ذات کبریاء اس بیماری سے مجھے شفا نصیب فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بوڑھی اماں کی عمر اور بیماری کا جائزہ لیتے ہوئے اندازہ کیا کہ بیماری اس کے وجود کو کھا چکی ہے اور پھر یہ عمر کے اس حصے میں کہ اب بظاہر اس کا بچنا مشکل دکھائی دیتا ہے تبھی آپ ﷺ نے فرمایا اماں! اگر آپ صبر سے کام لیں تو میں آپ کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کا ذکر سنتے ہی بوڑھی عورت کی پیشانی چمک اٹھی اور وہ فوراً عرض کرتی ہے اے رسول کریم میں صحت کی بجائے جنت کو ترجیح دیتی ہوں۔

((عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِیْكَ اِمْرَاَةً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ ھٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَلَّا اَتَكَشَّفُ فَدَعَا لَهَا۔)) (کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح)

”حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کیا تم جنتی عورت کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں تو فرماتے ہیں یہ کالے رنگ کی عورت جو جارہی ہے اس نے ایک دن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس دوران میں بے پردہ ہو جاتی ہوں اللہ کے نبی میری صحت کے لیے دعا کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو میں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں اس نے کہا میں بیماری پر جنت کو ترجیح دیتی ہوں اور اسے حوصلہ کے ساتھ برداشت کرونگی البتہ میری ستر پوشی کی دعا کیجئے آپ نے اللہ کے حضور اس کی ستر پوشی کی دعا کی اس کے بعد دورے کے دوران یہ عورت کبھی برہنہ نہیں ہوئی۔“

صبر واستقامت کا بے مثال واقعہ

غزوہ احد میں مسلمانوں کی کامیابی عارضی شکست میں تبدیل ہوگئی آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس جنگ میں وہ نقصان اٹھانا پڑا جس کی مثال آپ کی حیات مبارکہ میں ہونے والے کسی غزوہ میں نہیں پائی جاتی۔ جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ داخل ہو رہے تھے تو شدت اضطراب کی وجہ سے کئی صحابیات گھروں سے نکل کر اپنے دروازوں پر آپ ﷺ کی ذات گرامی اور اپنے عزیزوں کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں ان میں ام خلاد جیسی صابرہ اور حوصلہ مند عورت بھی موجود ہے وہ اپنے گھر کی چوکھٹ سے باہر کھڑی ہیں تو نبی اکرم ﷺ ان کے قریب سے گزرے تو ام خلاد پردے میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کے زخمی چہرے کی زیارت کرتے ہوئے غم سے نڈھال ہوئی جارہی ہے اسی دوران ایک جوان آگے بڑھ کر غم اور احترام کے ملے جلے جذبات سے عرض کرتا ہے ام خلاد آپ کا بیٹا شہید ہو چکا ہے۔ جواں سال بیٹے کی شہادت سن کر ماں کی ممتا تڑپ اٹھی زار و قطار آنسو بہہ نکلے وجود کانپنے لگا مگر اس حالت میں بھی چہرے سے نقاب سرکنے نہیں دیا دوسرے شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ کے نبی یہ عجیب حوصلہ مند عورت ہے جوان بیٹے کی موت سن کر بھی چہرے پر نقاب اوڑھے ہوئے ہے ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایسی خبر سن کر بڑی بہادر مائیں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتی۔ یہ بات ام خلاد کے کانوں میں پڑی تو وہ بے ساختہ یہ الفاظ کہتی ہیں جس کی قیمت لعل وجواہرات سے بھی ادا نہیں ہو سکتی۔

((اُرْزَءَ اِبْنِیْ فَلَنْ اُرْزَءَ حَیَائِیْ)) (کتاب الجہاد، ابو داؤد)

”میرا بیٹا رخصت ہوا ہے میری حیا رخصت نہیں ہوئی۔“

صبر وحوصلہ کے بغیر نہ روحانی اسباب سودمند ہیں اور نہ مادی وسائل کارگر ثابت ہوا کرتے ہیں۔ اگر آدمی کوشش کرے تو روزے کے ذریعے اس کی طبیعت میں نظم وضبط، صبر واستقامت کا جذبہ پروان چڑھ سکتا ہے کیونکہ وہ شدید گرمی اور سخت بھوک لگنے

کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خورد ونوش کی جانب متوجہ نہیں ہوتا روزے کی اس تربیت سے مصائب اور مشکلات کے وقت استفادہ کرنا چاہئے اور مومن کو قرآن مجید نے یہی حکم دیا ہے۔ صابرین کو اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور حساب وکتاب کے بغیر جنت کی یقین دہانی کرائی ہے اس لیے مومن کو یہی ترغیب اور حکم دیا گیا ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ.﴾ (البقرۃ ۱۵۳۔پ ۲)

''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ.﴾ (الزمر ۱۰۔پ ۲۳)

''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔''

صبر واستقامت کی دعائیں

((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ)) (ترمذی کتاب الدعوات)

''اے اللہ! میرے دل کو اپنی تابعداری پر قائم رکھنا۔''

﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ.﴾ (اعراف ۱۲۶۔پ ۹)

''اے اللہ ہمیں صبر عطا فرما اور مسلمانی کی حالت میں فوت فرما۔''

﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ.﴾ (البقرۃ ۲۵۰۔پ ۲)

''اے اللہ! ہمیں صبر واستقامت نصیب فرماتے ہوئے دشمن پر غلبہ نصیب فرما۔''

مواسات

اسلام کی بنیاد مواسات اور مواخات پر رکھی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''الدین نصیحة'' دین کا حاصل اور مرکزی نقطہ نگاہ تو خیر خواہی ہے۔

روزہ میں بظاہر ہمدردی کا پہلو نمایاں نہیں بلکہ سخت موسم اور روزے کی مشقت کی وجہ

سے آدمی دوسرے کی خدمت کرنے کی بجائے اپنی خدمت کروانے کے قابل ہوتا ہے۔ بالخصوص گرمی کے موسم میں جو لوگ مزدوری اور کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں بسا اوقات تو وہ اس قدر عاجز اور نڈھال ہو جاتے ہیں کہ ان کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ ان حالات میں دوسرے کی ہمدردی کرنا بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے لیکن اگر تعمق نگاہی سے دیکھا جائے تو آپ کا ارشاد واضح طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے۔

افطاری کے وقت آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر و قیمت کا شعور حتی کہ امیر آدمی جس نے صبح کے وقت نوع واقسام کے کھانے کھائے ہیں اسے بھی کچھ نہ کچھ غریب کی غربت وافلاس کا ضرور احساس ہوتا ہے۔ یہ جذبہ احساس ہی آدمی کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور معاونت پر انگیخت کرتا ہے۔

باہمی انس اور محبت کو فروغ دینے اور آخرت کے اجر وثواب کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے کسی شخص کا روزہ افطار کروایا اللہ تعالیٰ روزے دار کا ثواب کم کیے بغیر افطاری کا اہتمام کرنیوالے کو روزہ دار کے برابر ثواب سے ہمکنار کرے گا۔ آپ ﷺ کی تربیت کے صحابہ پر اس قدر اثرات مرتب ہوئے کہ وہ آپ ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو یہ ثواب لینے کے لیے ایک کھجور بھی میسر نہ ہو تو وہ یہ اجر کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟ ارشاد ہوا ایسا شخص دوسرے کی خدمت میں پانی پیش کر کے اس اجر وثواب کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں قحط سالی کا سماں پیدا ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مال منڈی میں پہنچ چکا ہے، مال پہنچنے کے ساتھ ہی بڑے بڑے تاجر بولی لگا رہے ہیں لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر تاجر کو یہی کہے جا رہے ہیں کہ مجھے اس سے زیادہ قیمت مل رہی ہے اگر تم اس سے دس گنا قیمت دینے پر تیار ہو تو میں یہ سودا کرنے کے لیے تیار ہوں بولی لگانے والوں میں سناٹا چھا گیا۔ تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس مال کا اللہ کے ساتھ سودا کر چکا ہوں۔ اور انہوں نے لاکھوں روپے کا غلہ ایک ہی مجلس میں اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔

رزقِ مومن میں عجب طریقے سے اضافہ

نبی محترم ﷺ نے اس ماہ مقدس کو برکت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کسی چیز میں برکت دو طرح سے ہوا کرتی ہے ظاہری طور پر اس کے حجم اور مقدار میں اضافہ ہونا یا باطنی طور پر اس کا اس قدر بابرکت ثابت ہونا کہ آدمی کے لیے یہ چیز ہر اعتبار سے کافی ثابت ہو۔ رمضان میں اس برکت کا اندازہ ہر روزے دار بڑی آسانی کے ساتھ کرتا ہے بظاہر آمدنی اتنی ہی رہنے کے باوجود روزے دار پہلے سے کہیں بہتر خوراک استعمال کرتا ہے برکت کا اعداد وشمار کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت کو اس طرح سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے عام حالات میں لوگ چوبیس گھنٹوں میں تین دفعہ کھانا اور کئی بار چائے اور پان پر پان کھائے جاتے ہیں رمضان المبارک میں ناشتہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے اور دن میں چھ سات کپ چائے پینے والے سحری اور افطاری کے وقت تین چار کپ چائے سے زیادہ نہیں پی سکتے۔ اسی طرح پان کی تعداد میں کمی آتی ہے۔ اگر فی کس چائے اور پان کی بچت کا اندازہ لگایا جائے تو اچھی خاصی انفرادی اور اجتماعی طور پر کروڑوں روپے یومیہ قومی بچت ہوتی ہے جو واضح طور پر رزق میں اضافے کے مترادف ہے۔ اگر روزہ سنت کے مطابق رکھا جائے کہ کھانے کے وقت آدمی پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے تیسرا حصہ خالی رہنے دے تو خوراک کی مزید بچت کے ساتھ آدمی کی صحت اور ایمان میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔

❁❁❁

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ

روزہ ڈھال ہے

دست بدست لڑائی کے زمانے میں دشمن کا وار روکنے کے لیے بڑے بڑے جنگجو اور بہادر انسان ڈھال استعمال کیا کرتے تھے۔ بعدازاں ڈھال کا مقام مورچے نے حاصل کر لیا جنگ میں مورچہ زن اور مورچہ بند ہونا حربی فنون کا حصہ قرار پایا ہے۔ آج کل بکتر بند گاڑیاں اور مضبوط ٹینک ڈھال کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ڈھال ہر اس اسلحہ کو کہا جائیگا جس سے دشمن کے وار سے بچا جا سکے۔ گویا کہ ڈھال بچاؤ کا قدیم اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اس لیے دانشمندی کا تقاضا ہے کہ اپنے آپ کو دشمن سے بچانے کے لیے ڈھال کا استعمال کیا جائے۔ جو شخص اس کا استعمال نہیں کرے گا۔ دشمن کے وار سے بچنا اس کے لیے بہت مشکل ہے۔ یہی فلسفہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں مطلوب ہے۔

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔)) (بخاری، کتاب الصوم)

"جو شخص فحش گوئی اور بدعملی سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی پرواہ نہیں۔"

شیطان، انسان کا ابدی اور ازلی دشمن ہے اس نے اعلان کر رکھا ہے کہ میں انسان کو ہر طریقہ سے گمراہ کروں گا۔ روزہ کے ذریعے شیطان کو قابو کرنا نہایت آسان ہے۔ اس لیے روزہ کو ڈھال کہا جا رہا ہے۔ جسے شیطان کے ہر وار کے مقابلے میں استعمال کرنا چاہیے

روزہ کے روحانی اور جسمانی فائدے

((إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ۔)) (ابن ماجه، کتاب الصیام باب فی الصائم لاترد دعوته)

"آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا اللہ مسترد نہیں

فرماتے۔"

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) (ابو داؤد، باب قول عندالافطار)

"حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ روزہ کھولتے تو آپ فرماتے: پیاس جاتی رہی۔ رگیں تر ہوئیں اور انشاء اللہ اجر بھی ملے گا۔"

اجر وثواب میں اضافہ

رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے لیکن آپ کے ارشاد کا یہ مقصد نہیں کہ اس طرح فرض حج ادا ہو جائے گا۔ جس شخص کے ذمہ فرض حج ہو اسے اس کی ادائیگی کرنا ہوگی۔ یہاں تو رمضان کی برکت کا تذکرہ مقصود ہے۔

((عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَنَسِيتُ اِسْمَهَا: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلٰى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً۔)) (مسلم، کتاب الحج باب فضل العمرة فی رمضان)

"حضرت عطاء کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس ؓ سے سنا کہ رسول اکرم ﷺ نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا جس کا نام حضرت عبداللہ نے مجھے بتایا مگر میں اس بی بی کا نام بھول گیا ہوں: تم ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی؟ عورت نے عرض کیا ہمارے پاس صرف دو اونٹ ہیں ایک پر میرا خاوند اور بیٹا حج

پر گئے ہیں دوسرے پر پینے کے لیے دور سے پانی وغیرہ لانا پڑتا ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا۔ کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنے سے حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

جہادی برکات

معرکۂ حق وباطل

روزے میں ایک یہ بھی حکمت پنہاں ہے کہ اس سے آدمی مشکلات برداشت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے بالخصوص بھوک اور پیاس پر کنٹرول کرنا روزے کا خاصا ہے یہ جہادی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ جب تک کسی فوجی میں یہ خاصیت پیدا نہ ہو جائے وہ میدان کارزار میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ اس روحانی اور جسمانی تربیت کی وجہ سے صحابہ کرام نے عرب میں بے پناہ گرمی اور دشوار ترین سفر ہونے کے باوجود رمضان کے مہینے میں بڑے بڑے معرکے سر کئے تھے۔ بدر کا معرکہ جس کو قرآن حکیم نے "یوم الفرقان" یعنی حق وباطل کے امتیاز کا دن قرار دیا ہے اسی مہینے وقوع پذیر ہوا تھا۔

فتح مکہ

مکہ معظمہ کائنات کا مقدس ترین شہر ہونے کے باوجود اب تک کفار اور مشرکین کے قبضہ میں تھا اور اہل مکہ بیت اللہ کی عظمت اور مکہ مکرمہ کی تقدیس ومرکزیت کو نبی اکرم ﷺ اور دین مبین کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔

اور پھر انہوں نے آپ کے حلیف قبیلے پر جو صلح حدیبیہ میں شامل تھا عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان پر ظلم کی انتہا کر دی تو آپ نے موسم کی شدت، روزے کی مشقت اور سفر کی صعوبت کی پرواہ کئے بغیر دس رمضان المبارک کو مکہ پر پیش قدمی فرمائی اور اس طرح فوجی پلاننگ کی کہ کسی چڑیا کو بھی پر مارنے کی جرات نہ ہو سکی اور کشت وخون بہائے

بغیر مکہ میں فاتحانہ مگر عاجزانہ انداز کے ساتھ وارد ہوئے۔ رمضان المبارک میں ہی آپ ﷺ نے حجاز کی سرزمین کے شرک کے بڑے بڑے مراکز اور بتوں کو تہس نہس کیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک کیا گیا اور عرب کا سب سے بڑا بت ہبل جس کو اہل مکہ نے بیت اللہ کی چھت کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اسے رب الارباب تصور کرتے تھے اسے آپ ﷺ کی نگرانی میں ختم کر دیا گیا۔ جدہ کے قریب عزی کے نام پر بہت بڑی شرک گاہ تھی جسکو خالد بن ولید کی قیادت میں تباہ کر دیا گیا۔ مناۃ تیسرا بڑا شرک کا اڈہ تھا جسے حضرت سعد الاشحلی انصاری نے ختم کیا۔ بعد ازاں طائف کو شرک گاہ سے حضرت مغیرہ بن شعبص کے ذریعے پاک کیا گیا۔ اسلامی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی جنگ ہو جو مسلمانوں کو رمضان المبارک میں پیش آئی اور اس میں شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ 68 ہجری میں رمضان کے مہینے میں مصر اور اسرائیل کی جنگ ہوئی تو مصری افواج نے اسرئیل کی قوت اور انکے مورچوں کو اس طرح پاش پاش کیا کہ جنگی تاریخ پر نظر رکھنے والے بڑے بڑے جرنیل انگشت بدنداں رہ گئے جبکہ بین الاقوامی جنگجو حضرات اور اسرائیل کا دعوٰی یہ تھا کہ یہ مورچے ناقابل تسخیر ہیں ہندو پاک کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے کہ محمد بن قاسم نوعمر ہونے اور مختصر فوج رکھنے کے باوجود رمضان المبارک میں دیبل کے راستے ہندوستان کو فتح کرتا ہوا ملتان تک پہنچا تھا۔ طارق بن زیاد نے ہسپانیہ میں اسلام کا پرچم رمضان المبارک میں ہی بلند فرمایا تھا دور جانے کی ضرورت نہیں تحریک پاکستان جو ایک عرصہ سے چل رہی تھی اس میں لاکھوں انسان شہید ہوئے ہزاروں ماؤں اور بہنوں کی چادر عزت تار تار ہوئی دودھ پیتے بچے نیزوں کی انیوں پر چڑھائے گئے یہ تحریک رمضان کے مہینے میں ہی منطقی انجام تک پہنچی کہ ستائیس رمضان کو باضابطہ قیام پاکستان کا اعلان ہوا۔

رمضان میں کرنے کے کام

1- روزہ
2- قیام
3- تلاوت قرآن
4- دعاء
5- توبہ واستغفار
6- ذکر وفکر
7- انفاق فی سبیل اللہ

رمضان اور صیام

روزہ اور رمضان لازم وملزوم ہیں ۔اگر فقط یہ اعلان ہوتا کہ ہم نے روزے فرض کر دیئے ہیں جس طرح تم سے پہلی ملتوں اور امتوں پر فرض کئے تھے تو اس میں آزادی ہوتی کہ سال میں جب چاہے روزے رکھ لیے جائیں لیکن نزول قرآن کے حوالے سے اس مہینے کا تعین اور اس کی عظمت کے تذکرے کے ساتھ امت کو پابند کر دیا گیا ہے کہ انہیں یہ روزے رمضان کے مہینے میں رکھنا ہونگے۔اس سے امت میں نیکی کا اجتماعی ماحول اور تربیت کی فضا پیدا کرنے کے ساتھ نظم وضبط پیدا کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ شہروں کے رہنے والے ہوں یا جنگل اور صحرا میں بسنے والے،خلوت ہو یا جلوت سب کے سب صبح وشام مؤذن کی اذان یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر اور پابند کر دیئے گئے ۔جو شخص شرعی عذر کے بغیر رمضان کا روزہ چھوڑ دیتا ہے۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو رمضان میں چھوڑے ہوئے روزے کی تلافی نہ ہو سکے گی۔اس لیے کہ سال کے دوسرے ایام خیر وبرکت کے لحاظ سے رمضان کے ایام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔پھر آئندہ آنے والے رمضان بھی تو اس پر فرض ہیں اس لیے رمضان کے روزے کا بدل نہ دوسرے رمضان سے ہو سکتا ہے اور نہ غیر رمضان میں ہو پائے گا۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ)) (مشكوة باب تنزيه الصوم)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بیماری اور شرعی عذر کے بغیر رمضان کا روزہ چھوڑتا ہے زندگی بھر کے روزے اس کا بدل نہیں ہو سکتے۔“

رمضان کے علاوہ صحابہ میں نفلی روزہ رکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ ایک دفعہ آپ

ﷺ کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ روزہ داری اور آپ ﷺ کی اتباع کے شوق میں صحابہ کرام ؓ نے مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔جس سے صحابہ ؓ کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوئے تو آپ ﷺ نے مسلسل نفلی روزے رکھنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ آپ میری طرح متواتر روزہ نہ رکھا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (مسلم)(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

اس سے آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ جو روحانی قوتیں مجھے عطا فرمائی گئی ہیں وہ نبی کے علاوہ کسی کا حصہ نہیں ہو سکتیں۔

ایسا ہی ایک اور واقعہ آپ ﷺ کے سامنے پیش آیا۔دو آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ دونوں مسلمان ہو کر اپنے علاقے کی طرف لوٹ گئے۔جب اگلے سال آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ایک کو پہچان لیا۔جبکہ دوسرے کو پہچاننے میں آپ ﷺ کو دقت ہوئی۔دوران گفتگو آپ ﷺ نے حسب عادت مبارکہ اس کا تعارف چاہا تو وہ عرض کرنے لگا: حضرت پچھلے سال میں اسی بھائی کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تھا تو آپ نے فوراً فرمایا کہ اس وقت تو آپ کی صحت قابل رشک تھی۔اب تم بہت کمزور نظر آ رہے ہو کیا وجہ ہوئی؟۔تو اس نے کہا کہ آپ سے رخصت ہونے کے بعد سال بھر روزے کی حالت میں رہا ہوں۔جس کی وجہ سے میری صحت پہلے جیسی نہیں رہی۔تو مشفق ومہربان آقا نے فرمایا:ایسا نہ کیجیو۔مہینے میں جو شخص تین روزے رکھتا ہے رب کی بارگاہ میں اسے پورے مہینے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔(مشکوٰۃ)

قیام اور رمضان کا رشتہ

حدیث پاک اور قرآن مجید میں فرض اور نفل نماز کی فضیلت کا الگ الگ تذکرہ موجود ہے۔آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق حساب وکتاب کے دن ایک فرض ستر نوافل کے برابر سمجھا جائیگا۔نماز تہجد جس کی فضیلت کا قرآن مجید بار بار تذکرہ کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں اتنی محبوب اور پسندیدہ نماز بھی فرض کے برابر نہیں ہو سکتی۔اور قرآن وسنت کی مقدس دستاویزات میں کسی نفل کے ثواب کو فرض کے ہم مرتبہ قرار نہیں دیا گیا۔لیکن رمضان کی برکات کی وجہ سے عمرہ کو حج اور نماز تراویح کے ثواب کو آپ نے فرض روزے کے برابر بیان فرمایا ہے۔جو الفاظ رمضان کے بارے میں ہیں من وعن وہی انداز اور الفاظ آپ ﷺ نے نماز تراویح کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

(بخاری، باب من صام رمضان ایمانا و احتسابا)

''جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھے اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔''

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

(بخاری، کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

''جس نے ایمان اور ثواب کے لیے قیام کیا اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا جائیگا۔''

نماز تراویح کا یہ اجر و ثواب ہونے کے باوجود افسوس! اچھے بھلے سمجھدار اور بعض اہل علم بھی نماز تراویح کو نفلی نماز سمجھتے ہوئے اس سے سستی اور غفلت کا مظاہر کرتے ہیں۔جبکہ نماز تراویح کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں تین رات نماز تراویح پڑھائی تو پہلی دوسری رات آپ ﷺ نے آدھی رات تک نماز تراویح پڑھائی۔تیسری رات اتنی طویل تراویح پڑھائی کہ صحابہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ شاید آج ہم سحری بھی کر سکیں یا نہیں۔(ابوداؤد، باب قیام رمضان)

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم ؓ نے جب ابی بن کعب ؓ کی امامت میں نماز تراویح کا اہتمام فرمایا تو حضرت ابی بن کعب ؓ ایک رکعت میں سو سو آیات تلاوت کرتے تھے۔جو آدھ سے پون پارے کے برابر تلاوت بنتی ہے۔اس طرح وہ ہر روز پانچ سے چھ

سپارے تلاوت کرتے تھے۔صحابہ ؓ تراویح سے سستی تو دور کی بات وہ ثواب میں کمی کی وجہ سے بیٹھ کر نماز تراویح پڑھنا نقصان کا سودا تصور کرتے تھے۔اس لیے بوڑھے اور کمزور صحابہ ؓ اتنے شوق کے ساتھ کھڑے ہوتے کہ بسا اوقات وہ نماز کی حالت میں لاٹھی کا سہارا لیا کرتے۔(موطا امام مالک، باب قیام رمضان)

☆☆☆

تلاوت قرآن مجید

((يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَسَوَالِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ)) (الترمذی' کتاب فضائل القرآن باب رجل يحمني الى قومه)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جسے قرآن پاک کی تلاوت نے میرے دیگر اذکار اور دعا مانگنے سے مصروف رکھا میں اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ بہتر عطا کرونگا۔"

نبی اکرم ﷺ قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح دعا کرتے۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ بِكُلِّ إِسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجِلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي وَغَمِّي۔)) (مسند احمد)

"اے اللہ! میں آپ کے ہر اس نام سے جسے تو نے اپنے لیے پسند کیا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار' میرے سینے کا نور میری پریشانیوں کا مداوا اور میرے غموں کا تریاق بنادے۔" (مسند احمد)

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت و کبریائی اور خیر و برکت کے لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ ذکر و اذکار میں یہی حیثیت تلاوت قرآن مجید کو حاصل ہے۔ قرآن مجید کو زندگی کا رہنما بنانے سے دنیا و آخرت کے مسائل اور مصائب سے نجات ملتی ہے۔ اس کتاب مقدس سے انحراف اور بے اعتنائی' پریشانیوں اور مشکلات کو دعوت دینے کے مترادف سمجھنا چاہیے۔

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾ (طه ۱۲۴-پ ۱۶)

"اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔"

تلاوت کے اوقات اور آداب

قرآن مجید کی تلاوت کے بنیادی آداب یہ ہیں کہ اس کو نہایت ہی عقیدت و احترام، کامل یکسوئی اور غور و فکر کے ساتھ پاک حالت میں پڑھا جائے۔ اس کی تلاوت کا بہترین وقت سحری کا وقت ہے۔

اجر و ثواب

دنیا میں صرف ایک ہی کتاب مقدس ہے جس کی محض تلاوت کرنے سے پڑھنے والے مسلمان کو ایک ایک حرف کے بدلے میں بارگاہ ایزدی سے اجر و ثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ بَلِ الْأَلِفُ حَرْفٌ وَاللَّامُ حَرْفٌ وَالْمِيمُ حَرْفٌ)) (مشکوۃ فضائل القران)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک ایک حرف کے بدلے نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔"

☆ قرآن کی تلاوت روح کی خوراک ہے۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت روح و جسم کی شفا ہے۔

☆ کثرت سے تلاوت کرنے والا غموں سے نجات اور مشکلات سے چھٹکارہ پالے گا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب: مشکلات کیوں نکلنے کے الہامی راستے)

دعاء

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے احکامات بیان فرماتے ہوئے درمیان میں سلسلہ کلام دعا کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے تمہارا تعلق میرے ساتھ گہرا ہوگیا ہے۔ لہٰذا تمہیں اس قربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھ سے کچھ مانگ لینا چاہئے۔ اس کی وضاحت آپ ﷺ نے اس طرح فرمائی۔

((إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ۔)) (ابن ماجه' باب الصيام باب في الصائم لا تردد عوته)

''افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا اللہ مسترد نہیں فرماتے۔''

دعا کرنا فرض ہے

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۝﴾ (مومن ٦٠۔پ ٢٤)

''تمہارے رب کا یہ فرمان ہے کہ مجھ سے مانگا کرو میں تمہیں عطا کرتا رہوں گا۔ جو لوگ مانگنے کے منکر ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

❁❁❁

توبہ واستغفار

اللہ کی رضا کا حصول ☆ گناہوں کی معافی ☆ ضمیر کا بوجھ ہلکا ☆ دنیا میں کشادگی اور آخرت میں جنت ☆ گناہوں کے بدلے نیکیاں ☆ اللہ کے غضب سے بچنے کی ڈھال۔

شرائط: گناہ پر ندامت' گذشتہ گناہوں پر معذرت اور آئندہ سے اجتناب۔

انسان انس اور نسیان سے مرکب ہے۔ بھولنا بلکہ بار بار بھول جانا اس کی فطرت میں شامل ہے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔

((كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ)) (مشكوٰة باب الاستغفار التوبة)

''آدم کی ساری اولاد سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے۔ مگر بہترین خطا کار وہ ہیں جو معافی مانگ لے۔''

ہردم معذرت خواہ رہیے

جس طرح رمضان اور قرآن پھر دعا اور صوم کا آپس میں رشتہ ہے۔ ایسے ہی رمضان اور توبہ کا آپس میں تعلق ہے۔ اس تعلق کو سمجھنے کے لیے آپ کا وہ ارشاد ذہن میں تازہ کیجئے جب آپ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کے سوال میں شب قدر میں اسطرح وظیفہ استغفار بتلایا تھا۔

((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔)) (مشكوٰة باب ليلة القدر)

''اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے اور تو معافی کو پسند کرتا ہے اس لیے مجھے بھی معاف فرما۔''

مکہ معظمہ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو تاریخ عالم میں آج تک رونما نہیں ہوا۔ خدا کے نافرمان مکے کے سردار بیت اللہ کے صحن میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہ غیظ وغضب میں اس قدر اندھے ہوئے جا رہے ہیں کہ آگے بڑھ کر کعبۃ اللہ کے غلاف کو کھینچتے ہوئے رب ذوالجلال کی غیرت کو اس طرح چیلنج کرتے ہیں:

﴿اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ۝﴾ (انفال ۳۲ پ۹)

"اے اللہ! اگر یہ قرآن تیری طرف سے برحق ہے تو پھر آسمان سے ہمارے اوپر پتھر برسائیے یا ہمیں المناک عذاب میں گرفتار کر لیجئے۔"

اس واقعہ سے مکے میں کہرام مچ گیا۔ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ہر کوئی خوف کے مارے یہ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے اب خدا کے غضب سے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم، فضل و تحمل اور توبہ و استغفار کی برکات دیکھیں عرش معلیٰ سے جواب آتا ہے۔

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ.﴾ (الأنفال:۳۳ پ۹)

"اللہ تعالیٰ کے ان پر عذاب نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان میں تیری ذات اور استغفار کرنیوالے مسلمان بھی موجود ہیں۔"

آپ ﷺ کے پسندیدہ استغفار

☆ ((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔))

"یا رب معاف اور رحم فرما تو سب سے بہترین رحم فرمانے والا ہے۔"

☆ ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔))

"میں اللہ سے ہر گناہ کی معافی مانگتا ہوں اور اسی کی طرف پلٹتا ہوں۔"

☆ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ))

"اے اللہ مجھے معاف اور مجھ پہ رحم فرما۔"

سید الاستغفار

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ۔))

(مشکوۃ باب الاستغفار)

"اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا عاجز بندہ ہوں، میں آپ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان کا اپنی ہمت کے مطابق پابند ہوں میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ساتھ اپنی کمزوریوں کے وبال سے۔ آپ کے جو مجھ پر احسانات ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کو تسلیم کرتا ہوں مجھے معاف کیجئے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی معافی عطا کرنیوالا نہیں۔"

☆ استغفار کو زندگی کے اوقات کا حصہ بنائیے۔

☆ توبہ استغفار گناہوں کی معافی اور دنیا کی کشادگی کی ضمانت ہے۔

☆ توبہ واستغفار سے اللہ کا عذاب ٹل جاتا ہے۔

☆ اللہ کی بارگاہ میں ہر دم معذرت خواہ رہنا انسانیت کا شرف ہے۔

☆ توبہ واستغفار سے سابقہ گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جاتے ہیں۔

☆ توبہ کا دروازہ نزع کے عالم اور قیامت کی صبح تک کھلا ہے۔

ذکر کی حیثیت اور ضرورت

☆ قلب ونظر کا اطمینان ☆ مشکلات سے نکلنے کا آسان راستہ ☆ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اسکی نصرت وحمایت کا ذریعہ ☆ حریم کبریاء میں تذکرہ۔

ذکر دنیا وآخرت کی کامیابیوں کا زینہ ہے بشرطیکہ الفاظ اور انداز قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ہوں، من گھڑت یا بزرگوں کے نام پر مصنوعی ورد و وظائف سے ممکن ہے کہ مشکلات آسان ہو جائیں مگر قرآن اور نبی ﷺ کے الفاظ اور آپ ﷺ کی سنت کی برکت سے محرومی ہوگی۔

شرکیہ وظائف کی صورت میں آخرت کے اجر وثواب سے یکسر محروم ہی نہیں بلکہ مجرم کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ ۱۵۲۔پ۲)

"تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔"

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ يَقُولُ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَ تَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ)) (بخاری، مشکوٰۃ باب ذکر اللہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ہی اپنے بندے کے ساتھ ہوجاتا ہوں جب اس کے ہونٹ میری یاد سے حرکت میں آتے ہیں۔"

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الجمعہ:۱۰۔ پ:۲۸)

"اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

ذکر کا طریقہ اور اس کی لذت

مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کی التجا کے ساتھ ذکر کے دوران اس نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی مشکلات سے نجات کے ساتھ آخرت میں بدلہ عطا فرمائے پھر انسان اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف، اللہ تعالیٰ کے تقدس کا اقرار، اپنی بے بسی کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے تمام اسباب واختیارات اسی کے اختیار میں سمجھتے ہوئے ایک فقیر کی طرح اس کے حضور التجا اور ذکر وفکر میں محو ہوجائے۔

ذکر کے دوران جس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت پر اعتماد اس کی یاد میں یکسوئی اور انہماک ہوگا اس قدر ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور پریشانیوں اور فکرمندیوں سے نجات حاصل ہوگی۔ اکثر لوگ ذکر کے دوران بھی اپنی توجہ پریشانی اور مشکلات کی طرف رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یاد الٰہی کے باوجود ان کی طبیعت کو سکون وقرار اور لذت حاصل نہیں ہوتی۔

جس طرح جسم انسانی کی حاجات ومشکلات اور بیماریوں کے اسباب ومحرکات الگ الگ ہونے کی وجہ سے حکیم حاذق دوائی کی مقدار اور استعمال کے اوقات تجویز کرتا ہے۔ خالق حقیقی بھی روحانی پریشانیوں، ذہنی کلفتوں اور جسمانی تکلیفوں کیلئے ہماری جبلت وعادت کا لحاظ اور ہمارے فائدے اور بہتری کے لیے ہمیں کئی قسم کے اذکار کی تعلیم دیتے ہوئے انہیں کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم دیتا ہے

ہر حال میں ذکر

نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے لیے پاکیزگی شرط ہے مگر زبانی ذکر کیلئے وضو یا جسم کا پاک ہونا ضروری نہیں اس لیے امت کی والدہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ)) (مشکوٰۃ باب مخالطۃ الجنب)

"سرور عالم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔"

نبی اکرم ﷺ کے محبوب ترین اذکار

(۱) ((اَفْضَلُ الذِّکْرِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) (مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح)

ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے خصوصی وظیفے کی درخواست کی جواباً ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ لا إله إلا الله پڑھا کریں۔

(۲) ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) (مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح)

ان کلمات کو آپ ﷺ نے اللہ کے عرش اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزینہ قرار دیا ہے۔

(۳) ((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ)) (مشکوۃ۔باب ثواب التسبیح)

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص صبح وشام (۱۰۰) مرتبہ یہ وظیفہ کرے گا سمندر کی جھاگ کے برابر بھی اسکے گناہ ہوں تو معاف کردیے جائیں گے۔

(۴) ((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔)) (مسلم' مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح)

آپ کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا صبح کی نماز کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھی ہوئی ذکر کررہی تھیں آپ ﷺ تشریف لائے فرمایا کہ میں نے یہ چار کلمات تین دفعہ پڑھے ہیں جو تمہاری اب تک کی عبادت سے اللہ کی بارگاہ میں زیادہ بھاری ہیں۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ

صدقہ رد بلا ☆ مال میں اضافہ اور پاکیزگی ☆ آخرت کی انشورنس ☆ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ☆ یتیموں اور مسکینوں کا سہارا ہے۔

((اَلصَّدَقَۃُ لَتُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ)) (مشکوۃ۔ باب فضل الصدقۃ)

''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔''

رمضان کی ابتدا اور انتہا صدقہ پر ہے۔افطاری کے بارے میں ارشاد ہے کہ بے شک ایک کھجور سے کروائی جائے اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو روزے دار کو پانی ہی پیش کر دیا جائے۔اس سے باہمی محبت کا فروغ بھی ہے اور صدقہ وخیرات کی ترغیب بھی اور رمضان کے آخر میں صدقہ فطر مقرر فرما کر رمضان کی انتہا بھی صدقہ پر کی گئی ہے۔آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ آپ ہر روز اہتمام کے ساتھ صدقہ کرتے تھے مگر جوں جوں رمضان گزرتا آپ کی خیرات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔یہاں تک کہ آخری عشرہ میں آپ کی سخاوت تیز ہوا کے جھونکوں کا انداز اختیار کرلیتی۔(بخاری شریف)

اللہ کا دیا ہوا خرچ کرو سب کچھ اسی کا ہے

﴿وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ﴾ (نور ۳۳۔پ ۱۸)

''اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔''

عزرائیل کے آنے سے پہلے خرچ کرو

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝﴾

(المنافقون ۱۰۔پ ۲۸)

"اور تم اپنی موت سے قبل اللہ کی راہ میں اپنے رزق سے خرچ کرو اس وقت سے پہلے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت مل جاتی تو میں صدقہ کر لیتا اور صالح نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔"

﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ o﴾

(ابراهیم ۳۱۔پ ۱۳)

"اے نبی! میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے راہ خیر میں خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوست نوازی ہوگی۔"

کس وقت صدقہ کا ثواب زیادہ ہے......؟

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ص قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَاتُمْهِلَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) (بخاری، مسلم، باب فضل صدقة الشيحيح الصحيح)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کس صدقہ کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست ہو اور تمہیں دولت کی خواہش اور ضرورت زیادہ ہو خاص کر اس وقت جب تمہیں راہ خدا میں خرچ کرنے سے محتاجی کا اندیشہ ہو۔ اس صدقہ کا ثواب بہت زیادہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے رہو، یہاں تک کہ موت آ جائے اور جان حلق میں اٹک جائے اور

پھر مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دیا جائے حالانکہ اب تو مال تمہاری ملکیت سے نکل کر خود بخود وارثوں کا ہو جائے گا۔"

کس کا صدقہ زیادہ افضل ہے؟

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔)) (ابو داؤد، کتاب الزکاة باب الرخصة فی ذلك)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین ہے جو غریب آدمی اپنی محنت کی کمائی سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرو جن کی کفالت تیرے ذمہ ہے۔"

اجر وثواب میں لامحدود اضافہ

مولائے کریم کی رضا ورغبت کے لیے بیماروں، معذوروں اور بے نواؤں پر عام حالات میں خرچ اور نیکی کا اجر قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس میں دس سے سات سو تک اضافہ ہوتا ہے لیکن رمضان المبارک میں یہ معیار اور پیمانے ایک طرف رکھ کر اجر وثواب کو لامحدود کر دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) (بخاری، کتاب الزکاة باب اتقوا النار ولو بشق تمرة)

"آگ سے بچو چاہے ایک کھجور ہی صدقہ کرنا پڑے۔"

☆☆☆

اعتکاف

انسان کی جبلت میں یہ بات موجود ہے کہ جب بھی اسے کوئی پریشانی یا مشکل مسئلہ در پیش ہو تو وہ تنہائی پسند کرتا ہے تاکہ سکون کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے کا حل سوچ سکے۔ پریشانی میں تنہائی ہمیشہ سکون کا باعث ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں یکسوئی اور خلوت کو خصوصی مقام حاصل نہ ہو۔ ہر زمانے میں تزکیہ نفس اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے لوگ غاروں اور جنگلوں میں جا کر چلہ کشی کرتے رہے ہیں۔ کچھ لوگ تو ہمیشہ کے لیے وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ اسلام نے تارک الدنیا ہو کر رہبانیت اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ البتہ اس فطری ضرورت کا لحاظ اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے اعتکاف کی ترغیب دی ہے۔ جس میں تنہائی بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز اور جمعہ ادا کرنے کی صورت میں اجتماعیت بھی۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے اعتکاف کے ساتھ اس امت کا بڑا مضبوط رشتہ ہے کیونکہ آپ ﷺ غار حرا میں اعتکاف کی حالت میں تھے جب ''اقرا'' کا پیغام جان افزاء آیا تھا۔ امام بخاری ؒ نے ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے:

((ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيْ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ إِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَأْ۔)) (بخاری کتاب کیف کان بدء الوحی)

''پھر آپ ﷺ خلوت پسند ہو گئے اور آپ غار حرا میں کئی کئی شب و روز عبادت کرتے رہتے اور اس وقت آپ ﷺ کی یہی عبادت ہوا کرتی تھی جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر سے دوبارہ لے جاتے یہاں تک کہ غار حرا میں آپ ﷺ کے پاس حق آیا پھر جبریل امین علیہ السلام آئے۔''

فرمایا: (اِقْرَأْ) تو پڑھ۔

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ۔)) (بخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر سال رمضان میں ایک بار قرآن پڑھا جاتا۔ جس سال آپ ﷺ نے وفات پائی اس سال آپ ﷺ کے سامنے دو بار قرآن مجید ختم کیا گیا۔ اس طرح ہر سال آپ دس دن اعتکاف فرماتے لیکن وفات کے سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ۔)) (ابوداؤد، ابن ماجہ۔ مشکوۃ، باب الاعتکاف)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر جائے اعتکاف میں داخل ہوتے۔''

((صَفِيَّةُ زَوْجُ النَّبِيِّ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَزُوْرُهُ فِي اِعْتِكَافِهٖ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ تَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ مُسَلِّمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا)) (بخاری، کتاب الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف الحوائجه)

"نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مکرمہ حضرت صفیہ ؓ اپنا واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف کر رہے تھے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گھریلو معاملے میں گفتگو ہوتی رہی جب میں گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ میرے ساتھ مسجد کے دروازے تک تشریف لائے یہاں تک کہ میں ام سلمہ ؓ کے دروازے تک پہنچ گئی۔ اسی اثنا میں دو انصار صحابہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ ان دونوں نے کہا سبحان اللہ اور اس پر اللہ کی بڑائی بیان کی۔ (ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم آپ کی ذات اقدس کے بارے میں ایسا تصور بھی نہیں کر سکتے)۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی گردش کی طرح اثر انداز ہوتا ہے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی منفی خیال پیدا نہ کرے۔"

اعتکاف مسجد میں

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَاَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔))

(مشکوٰۃ باب الاعتکاف)

"حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں اعتکاف کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ بیمار پرسی، جنازے میں شرکت، بیوی سے مباشرت سے اجتناب کرے۔ اعتکاف سے ضروری کام (یعنی قضائے حاجت، فرض غسل وغیرہ) کے بغیر نہ نکلے۔ اعتکاف روزے کے ساتھ اور جامع مسجد میں ہوتا ہے۔"

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ

رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ۔)) (مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

"حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی آپ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ اعتکاف کیا کرتی تھیں۔"

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ عُمَرَ ؓ سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔))

(بخاری، مشکوٰۃ باب الاعتکاف)

"حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی (اب مجھے کیا کرنا چاہیے) آپ ﷺ نے فرمایا تجھے نذر ضرور پوری کرنی چاہیے۔"

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْزٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔)) (ابن ماجہ، مشکوۃ باب الاعتکاف)

"حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اعتکاف کرنے والا گناہوں سے رکا رہتا ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے جو نیکی وہ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ اسے دوسرے کی نیکیوں کے برابر ثواب دے گا۔"

شب قدر

﴿إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (القدر مکمل: ۳۰)

''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔اور آپ کیا جانیں کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔فرشتے اور جبریل امین اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔''

﴿حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝﴾ (الدخان ۱ تا ٤ ـ پ ۲۵)

''حم۔قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے یہ وہ رات ہے جس میں ہمارے حکم سے ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔''

شب قدر اور صحابہ کی بے تابیاں

آپ ﷺ نے ایک دن پہلی امتوں کے نیک لوگوں کی عبادات اور ان کے دورانیہ کا تذکرہ فرمایا یہ سن کر آپ ﷺ کے اصحاب نہ صرف متعجب ہوئے بلکہ انہوں نے بڑی حسرت سے عرض کیا کہ اے نبی معظم ﷺ اس طرح تو وہ لوگ ہم سے پیش قدم ہونگے ہم کمزور ہیں پھر آج کل لوگوں کی عمریں بھی کم ہیں۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس میں شب قدر اور اس کے انعامات سے نوازا گیا۔آپ نے شب قدر کے بارے میں اس قدر محنت فرمائی کہ پہلے رمضان کے ابتدائی عشرہ میں اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے عشرہ میں اعتکاف کیا بعدازاں صحابہ کو فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں پہلے بعد

دیگرے اعتکاف کرتا رہا اب مجھے بتلایا گیا ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں آئے گی۔مجھے یہ رات دکھلائی گئی تھی مگر بھلا دی گئی۔اب تم اس کو طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں بھول گیا ہوں بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ مجھے بھلایا گیا ہے۔شاید اس میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ اجر و ثواب کے لحاظ سے اتنی گراں قدر رات کے چاہنے والے محنت کے ساتھ اس کو تلاش کیا کریں۔(مشکوٰۃ)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (البخاری' کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔)) (البخاری' کتاب الصیام،باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر)

''ام المومنین حضرت عائشہ ؓ ذکر کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ۔)) (مسلم' کتاب الاعتکاف، الاجتھاد فی العشر الاواخر من رمضان)

''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں باقی دنوں کی نسبت بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيْزَرَهُ

وَاَحْیٰی لَیْلَهٗ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ۔)) (بخاری، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ بہت زیادہ مستعد ہو جاتے۔خود جاگتے اور پوری رات اہل وعیال کو جگائے رکھتے۔"

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَءَیْتَ اِنْ وَافَقْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ مَا اَدْعُوْ قَالَ تَقُوْلِیْنَ)) (ترمذی مشکوٰۃ باب لیلۃ القدر)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا طاہرہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر مجھے شب قدر میسر آ جائے تو مجھے کیا دعا کرنی چاہئے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کیجئے۔"

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔))

"اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا اور تو معافی کو پسند کرتا ہے اس لیے مجھے معاف فرما۔"

بعض علماء کی زیادتیاں

شب قدر کے بارے میں رسول معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آیا کرتی ہے۔جس رات کے بارے میں آپ نے لیلۃ القدر کی نشاندھی فرمائی اس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک کا خیال ہے کہ وہ ستائیسویں رات تھی جبکہ دوسرے صحابی کہتے ہیں وہ اکیسویں رات ہے۔اس طرح پانچ راتوں کے بارے میں صحابہ کرام کے خیالات پائے جاتے ہیں صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی غالب ترین اکثریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ پانچ راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوگی۔آپ ﷺ کے

واضح فرمان اور صحابہ کے اجتماعی نقطہ نظر کے باوجود کچھ علماء اس بات پہ مصر ہیں کہ وہ ہر صورت ستائیسویں رات ہے۔اس غلطی کی وجہ سے لوگ زندگی بھر دوسری راتوں کی عبادت سے محروم رہتے ہیں اس زیادتی کے ساتھ ایک یہ ظلم ہوا کہ پندرہ شعبان کی رات کو شب برات کا نام دے کر اس کی قدر ومنزلت کو شب قدر سے بھی زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔حالانکہ جو روایت شعبان کی رات کے بارے میں حدیث کے ریکارڈ میں پائی جاتی ہے اس کے بارے میں علماء کا کلیۃً اتفاق ہے کہ اس کی سند نہایت ہی کمزور ہے اور جو فضائل شب برات کے بارے میں ذکر کیے جاتے ہیں وہ اس رات کی بجائے قرآن مجید اور حدیث کے مطابق شب قدر میں پائے جاتے ہیں۔

شب قدر کی صبح

((اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا۔)) (مسلم، کتاب الصیام باب فضل لیلة القدر)

"اس کی صبح سورج کی شعاعیں ہلکی ہوا کرتی ہیں۔"

شب قدر کے بارے میں لطائف

نبی اکرم نے پانچ راتوں میں کسی ایک رات کا شب قدر ہونا قرار دیا ہے۔اس کا فقط نشان یہ بتلایا کہ اس کی صبح سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔لیکن کچھ اہل علم نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس کی نشانیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ایک کا فرمان ہے کہ اس رات ہلکی ہلکی بوندا باندی ضرور ہوتی ہے۔دوسرے کا ارشاد ہے کہ اس رات آدمی کے جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے اور جبریل امین علیہ السلام اس سے مصافحہ اور کچھ معانقہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔بعض حضرات بیان کرتے ہوئے اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ جب وہ لمحہ آتا ہے تو ہر چیز روشن اور شجر وحجر سجدے میں گر جاتے ہیں۔جہاں تک کہ پانی دودھ ہو جاتا ہے۔ان کے دیکھا دیکھی ان پڑھ لوگوں نے دیہاتوں میں یہ لطیفہ بنا رکھا ہے کہ ایک شخص تھا جو ساری

رات لکڑی کا شہتیر اٹھائے کھڑا رہا۔ قبولیت کا لمحہ آنے سے پہلے وہ تھک کر پھینک دیتا ہے پھینکتے ہوئے کہا سونا نہیں تو لوہا ہی بن جا تو وہ شہتیر لوہا بن گیا۔

❁❁❁

☆ قسمت کے فیصلے شب برات کی بجائے شب قدر میں ہوا کرتے ہیں۔

☆ اس رات میں قرآن نازل ہوا۔

☆ ایک لمحہ نہیں پوری رات خیر و برکت والی ہے۔

☆ وہ پندرہ شعبان کو اور یہ رمضان المبارک میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آیا کرتی ہے۔

☆ شب برات کا نام حدیث میں موجود ہی نہیں کیونکہ شب فارسی اور برات عربی کا لفظ ہے۔

☆☆☆

عید کی خوشیاں

((قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ فِيْهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔)) (مشکوۃ باب صلاۃ العیدین)

"رسول کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کے لیے سال میں دو دن تھے جس میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے ان دونوں کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت کے زمانے سے ان ایام میں شغل میلہ کرتے آ رہے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے بدلے عید الفطر اور عید الضحیٰ کے بہتر تہوار عطا فرمائے ہیں۔"

((إِنَّ أَوَّلَ عِيْدٍ شُرِعَ فِي الْإِسْلَامِ عِيْدُ الْفِطْرِ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ۔)) (سبل الاسلام' جلد دوم)

"سب سے پہلی عید الفطر دو ہجری میں منائی گئی۔"

((عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدًا حِبَرَةً فِيْ كُلِّ عِيْدٍ۔)) (نیل الاوطار)

"حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ اور دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہر عید کے دن نہایت خوبصورت جبہ پہنا کرتے تھے۔"

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔)) (بخاری' مشکوۃ باب صلاۃ العیدین)

"حضرت انس بن مالک ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ عید الفطر کی صبح کھجوریں کھا کر عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور کھجور کھانے میں طاق کھانے کا خیال رکھتے۔"

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُکَبِّرُ یَوْمَ الْفِطْرِ مِنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهٖ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمُصَلّٰی۔))

''رسول معظم ﷺ جب عید گاہ کی طرف نکلتے تو راستہ میں تکبیرات پڑھتے جاتے۔''

((اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔))

(ابو داؤد مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

نماز عید کھلی فضا میں

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَصَلّٰی بِهِمُ النَّبِیُّ ﷺ صَلٰوةَ الْعِیْدِ فِی الْمَسْجِدِ)) (ابوداؤد، مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں ہمیں عید کے دن بارش نے آلیا تب نبی ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھائی۔''

((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔)) (مسلم، مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

''حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ کئی نماز عیدین پڑھنے کا موقع ملا آپ ﷺ بغیر اذان اور تکبیر کے نماز عید پڑھایا کرتے تھے۔''

((عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ ؓ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَانَا لَیْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔)) (متفق علیه، مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

''ام عطیہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ ہمیں حکم تھا کہ عیدین کے دن عورتوں کو عید گاہ

میں لایا جائے تاکہ وہ بھی مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شریک ہو سکیں۔ اور حیض والی عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس اوڑھنے کے لیے چادر نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پڑوسن کو چاہئے کہ وہ اسے عاریتاً چادر عنایت کر دے۔''

نماز عید کا وقت اور طریقہ

((عَنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَبَّرَ فِی الْعِیْدَیْنِ فِی الْاُوْلٰی سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِی الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ)) (ترمذی مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

''نبی اکرم ﷺ عیدین کی نمازوں میں قراءت سے پہلے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات کہا کرتے تھے۔''

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ مَعَ التَّکْبِیْرِ))

''اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول محترم ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی یَوْمَ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔)) (مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

''بے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی دو رکعت نماز ادا کی اور اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔''

((اِنَّا کُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَذٰلِكَ حِیْنَ التَّسْبِیْحِ۔)) (ابوداؤد باب وقت الخروج الی العید)

''ہم رسول کریم ﷺ کے دور میں اشراق کے وقت نماز عید پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔''

نماز عید کے بعد خطبہ

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔)) (متفق علیہ' مشکوٰۃ باب صلوۃ العیدین)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز عید خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔"

اس لیے مولانا مودودی رحمہ اللہ نے خلافت وملوکیت میں لکھا ہے کہ عید سے پہلے تقریر مروان کی جاری کردہ بدعت ہے۔

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰى وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ۔)) (الشافعی' مشکوۃ باب صلوۃ العیدین)

"رسول محترم ﷺ نے نجران کے گورنر عمرو بن حزم کو لکھا تھا کہ عیدالاضحیٰ کو جلدی اور عیدالفطر کو کچھ تاخیر کے ساتھ پڑھو اور لوگوں کو خطاب کرو۔"

راستہ بدلیں

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔)) (مشکوٰۃ باب صلاۃ العیدین)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عیدگاہ میں آنے جانے کے راستے تبدیل فرمایا کرتے تھے۔"

جمعہ اور عید اکٹھے آ جائیں تو؟

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ قَدِ اجْتَمَعَ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ شَاءَ اَجْزَءَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ))

(ابو داؤد، باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا آج عید اور جمعہ اکٹھے ہو گئے ہیں اگر کوئی چاہے تو جمعہ کی بجائے عید ہی پڑھ لے تو اس کے لیے کافی ہے لیکن ہم دونوں ادا کریں گے۔"

صدقۃ الفطر

فطر کا معنی ہے کھولنا کیونکہ اس صدقہ کو رمضان کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس کا نام صدقۃ الفطر قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ صدقۃ الفطر سے رمضان کی کوتاہیاں معاف ہونے کے ساتھ غرباء اور مساکین کے خورد ونوش کا انتظام ہوتا ہے۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ امراء زندگی کے سفر میں غرباء کو ساتھ لے کر چلیں بالخصوص خوشی کے موقع پر کمزور لوگوں کو یاد رکھنا دین کی روح ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَّقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ))

(رواہ احمد وابن ماجہ' کتاب الزکاۃ باب صدقۃ الفطر)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزے دار کو بے ہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے اور محتاجوں کو کھلانے کا انتظام کرنے کے لیے فرض کیا ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا اس کا صدقہ فطر ادا ہو گیا اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقہ فطر

عام صدقہ شمار ہوگا۔" (گویا کہ اس صدقہ سے روزوں کی کوتاہیوں کی تلافی نہ ہو سکے گی۔)

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْعَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْاُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) (متفق علیہ، مشکوٰۃ باب صدقۃ الفطر)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر لازم قرار دیا ہے۔"

((عَنْ نَافِعٍ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يُعْطِيْ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُعْطِيْ عَنْ اِبْنِيْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ۔)) (بخاری، کتاب الذکاۃ باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملکوک)

"حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گھر کے چھوٹے بڑے افراد کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے حتی کے میرے بیٹے کی طرف سے بھی دیتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو دیتے تھے جو مستحق ہوتے تھے اور عیدالفطر سے ایک یا دو دن پہلے دیتے تھے۔ آج کے پیمانے کے مطابق یہ وزن ڈھائی کلو کے قریب بنتا ہے۔"

❁❁❁